تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16

www.tanzeem.org

9 تا 15 شوال المکرم 1441ھ/ 2 تا 8 جون 2020ء

اتحاد اور اللہ پر توکل

جب تک ہمارے دل آپس میں جڑے نہ ہوں۔ جب تک مقاصد ایک نہ ہوں۔ جب تک کوئی مشترک نظریہ نہ ہو کوئی ملک جاندار نہیں ہوسکتا۔ ہماری قومیت کی واحد بنیاد اسلام ہے۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ”پاکستان میں عہد حاضر میں اسلام کے اصولِ حریت واخوت ومساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں“۔ ظاہر بات ہے کہ ہم نے ایسا نہ کر کے اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے۔ اب یہ اس کی سزا ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔ ”علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی“۔

ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا تو اللہ کی رحمت کے سزاوار ہوں گے اور اس کی رحمت سے ہمارے وہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے جو آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں اور جنہیں میں نے بھنور سے تشبیہ دی ہے۔ بس ان کاموں کے لئے ہمت مردانہ چاہئے۔ اللہ پر توکل چاہئے' آخرت کا یقین چاہئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص اور اخلاص چاہئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں کہ ہم میں سے ہر فرد اپنی جگہ پر شریعت کا علمبردار بن کر کھڑا ہو، اپنے گھر میں شریعت نافذ کرے اور اس ملک میں جو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا' دین حق کے قیام اور شریعت کے نفاذ کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔ اگر ہم نے یہ کر لیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید مہلت دے دے گا اور ہم اسلام کے عادلانہ نظام کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

عید کبھی رمضان سے پہلے نہیں آتی!

عید الفطر اور امتِ مسلمہ

قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی

شرمائیں یہود!

قادیانیت: آئین وقانون کی نظر میں

مسلم دشمنی میں بھارت امریکہ گٹھ جوڑ

حضرت ہود اور حضرت نوح علیہما السلام کی دعوت اور سرداروں کا فیصلہ

الھدیٰ (889)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃُ المؤمنون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 31 تا 33

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ۚ﴿۳۱﴾ فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ وَاَتۡرَفۡنٰهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يَاۡكُلُ مِمَّا تَاۡكُلُوۡنَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ۙ﴿۳۳﴾

آیت ۳۱: ﴿ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ ’’پھر اُن کے بعد ہم نے ایک اور نسل کو اٹھایا۔‘‘

اس سے مراد قومِ عاد یا قومِ ثمود ہے۔

آیت ۳۲: ﴿فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ﴾ ’’پس ان میں بھی ہم نے ایک رسولؑ بھیجا انہی میں سے‘‘

یہاں پر نام نہیں بتایا گیا لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ یہ حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ ہے یا پھر حضرت صالح علیہ السلام کا۔

﴿اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾﴾ ’’(اُسؑ نے بھی یہی کہا) کہ بندگی کرو اللہ کی اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں‘ تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟‘‘

آیت ۳۳: ﴿وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ﴾ ’’اور کہا اُسؑ کی قوم کے اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کیا تھا‘‘

﴿وَاَتۡرَفۡنٰهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ﴾ ’’اور جنہیں ہم نے آسودگی عطا کی تھی دنیا کی زندگی میں‘‘

قومِ نوحؑ کے سرداروں کی طرح اس قوم کے بڑے سرداروں نے بھی اپنے عوام کو اسی منطق سے مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ:

﴿مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يَاۡكُلُ مِمَّا تَاۡكُلُوۡنَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ﴿۳۳﴾﴾

’’یہ کچھ بھی نہیں مگر تمہاری طرح کا ایک بشر‘ وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔‘‘

فرمانِ نبویؐ

توبہ واستغفار: دلوں کے زنگ کا علاج

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الۡعَبۡدَ اِذَا اَخۡطَأَ خَطِیۡئَةً نُکِتَتۡ فِیۡ قَلۡبِهٖ نُکۡتَةً سَوۡدَاءَ، فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَسۡتَغۡفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلۡبُهٗ وَاِنۡ عَادَ زِیۡدَ فِیۡهَا حَتّٰی تَعۡلُوَا قَلۡبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِیۡ ذَکَرَ اللّٰهُ: ﴿كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۝﴾)) (سنن الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ سے باز آجائے اور توبہ واستغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ (توبہ کے بغیر) دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس سیاہی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بالآخر گناہ سارے دل کو کالا کر دیتے ہیں۔ اسی کا نام ’’ران‘‘ (زنگ) ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، فرمایا: ’’ہرگز نہیں، بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔‘‘ (المطففین: 14)

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 شوال 1441ھ جلد 29
2 تا 8 جون 2020ء شمارہ 16

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

عید کبھی رمضان سے پہلے نہیں آتی!

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے "عیدِ آزاداں یا عیدِ محکوماں" کے عنوان سے لکھے جانے والے ندائے خلافت کے اداریے پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ خوشیوں سے ترسی ہوئی اس قوم کو عید کی خوشی تو منا لینے دیں۔ ہم اقرارِ جرم کرتے ہیں کہ یہ تحریر لکھ کر ہم نے پوری قوم کے نہ سہی لیکن بہت سے لوگوں کے رنگ میں بھنگ ڈالا تھا۔ اگرچہ اُسی شمارے میں پروفیسر مولانا خلیل احمد نوری کے مرتب کردہ مضمون "سرورِ کائنات ﷺ کی عید" کے عنوان سے مضمون کو شائع کر کے ہم نے اپنے دینی بھائیوں کو یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ ایک مسلمان کو آقائے نامدار کی پیروی میں عید کس طرح منانی چاہئے۔ عید کا لغوی معنی لوٹ لوٹ کر یا بار بار آنے والی شے ہے۔ ظاہری طور پر اس کے لغوی معنوں میں خوشی کا کوئی عنصر نہیں، لیکن یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مختلف مواقع پر آپؐ نے نہ صرف عیدالفطر بلکہ عیدالاضحیٰ کو بھی خوشی کا موقع قرار دیا۔ آپؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ سال میں دو تہوار مذہبی جوش و خروش سے مناتے ہیں اور اس میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بہتر دو دن دیتا ہوں۔ یہ دو دن عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے ہیں۔ لہٰذا اس میں تو شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ عیدین مسلمانوں کے لئے خوشی کے تہوار ہیں۔

آج کا مسلمان ان دو تہواروں پر ہی سنجیدگی سے غور کر لے تو حقیقت کھل کر اس کے سامنے آ جائے گی کہ ان خوشیوں کی قیمت کیا ہے۔ ایک ذہین باپ نے اپنے بیٹے کو سمجھانے کے لئے کہا اور کیا خوب کہا "بیٹا یاد رکھو، عید کبھی رمضان سے پہلے نہیں آتی"۔ تیس دنوں کے روزے، موسم کی شدت ہے، دن طویل ہے، اس حال میں چوبیس گھنٹوں میں 15، 16 گھنٹے حلال بھی حرام ہے۔ باقی آٹھ گھنٹوں میں جو خورد و نوش کرنا ہے اس کے لئے محنت و مشقت بھی روزے کی حالت میں کرنا ہے۔ اس کے بعد عید کی خوشیاں ملتی ہیں۔ اُخروی زندگی میں خوشی کے حصول کے لئے کیا کچھ نہ کرنا ہوگا۔ ابدی اور دائمی خوشی کے لئے زندگی بھر کا روزہ رکھنا ہوگا۔ ایسا روزہ جس کا افطار صرف انسان کی زندگی ختم ہونے سے ہی ممکن ہے۔ یہ روزہ آخری سانس تک چلتا ہے یعنی روزمرہ زندگی میں اللہ کی مستقل حرام اور ناجائز قرار دی گئی چیزوں کا روزہ۔ تمام غیر شرعی افعال سے بچنا بالکل اسی طرح جس طرح آپ رمضان کے روزہ میں حلال اشیاء کے کھانے اور جائز جنسی خواہش کی تکمیل سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا اعلان ہے وہیں آیت میں آخری الفاظ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ آئے ہیں۔ یعنی تقویٰ کا حصول روزہ کا اصل مقصد ہے۔ ماہ رمضان کے روزوں کی مشقت اور محنت بقایا گیارہ ماہ میں حرام سے بچنے کی مشق ہے۔ رہا سوال دوسری عید یعنی عیدالاضحیٰ کا تو وہ قربانیوں کی بے نظیر داستان ہے۔ آج دنیا خصوصاً ہمارے معاشرے میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد مل جائے گی جو اولاد کی خاطر شاید اپنی جان بھی قربان کرنے

کو تیار ہو جائیں۔ سوچئے اور سلام پیش کیجئے اس عظیم ہستی کو جو خواب میں اشارہ ملنے پر بڑھاپے میں میسر آئی ہوئی نرینہ اولاد کو اللہ کے حضور قربان کرنے کو تیار ہو جائے۔ جو آگ کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے نہیں مانوں گا اللہ کے سوا کسی معبود کو، جو شیر خوار بچے اور جواں سال بیوی کو ویرانے میں اللہ کے سہارے چھوڑ آئے۔ اگر کوئی قوم رمضان کے بغیر عید کی طالب ہو تو اُس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور جو قوم اپنی نفسانی خواہشات کو تو بے لگام چھوڑ دے لیکن جانوروں کی قربانی بڑھ چڑھ کر کرے اور عید قربان منانے کا دعویٰ کرے تو اسے کچھ بھی کہا جا سکتا ہے سنتِ ابراہیمؑ کی ادائیگی نہیں کہا جا سکتا۔ سو عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ بلاشبہ یہ بڑے عظیم تہوار ہیں مگر یہ بے مقصد اور بلا جواز نہیں ہیں۔

ہمارے معترضین کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بات عیدِ آزاداں سے بھی آگے بڑھا دی۔ اعتراض ایک لحاظ سے درست ہے، اس لئے کہ اب ہم نے عیدِ مومنین کی بات کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عیدِ آزاداں تو مومنین ہی منا سکتے ہیں۔ اللہ کرے ہم اس حقیقت کو جان لیں کہ اسلام ایک دین ہے، ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، مذہب جس کا جزوِ لاینفک ہے۔ اسلام اگر غالب نہیں ہے اور یہ ضابطہ حیات اگر نافذ نہیں تو اجتماعی سطح پر قوم کا اسلام بھی سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ یاد رہے انفرادی معاملہ مختلف ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص اپنی ذات میں مومن ہو سکتا ہے۔

زیرِ بحث مسئلہ یہ تھا قومی سطح پر ہم عید آزاداں منا رہے ہیں یا عید محکوماں۔ اس کا جائزہ لینے کے لئے ہماری خواہش ہے کہ ہم کچھ دیر کے لئے قومی سطح پر آئینہ کے سامنے بیٹھیں، تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہم ہجوم مومنین بھی ہیں یا نہیں۔ موجودہ صورتحال کو ہی دیکھ لیجئے! ایک طرف پوری دنیا میں کرونا وائرس کی وجہ سے خوف وہراس پھیلا ہوا ہے۔ ہم اسے عذاب الٰہی بھی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ اس عذاب میں اللہ سے ڈرنے اور توبہ کرنے کی بجائے اس صورت حال کا ناجائز فایدہ اُٹھانے اور لوٹ کھسوٹ سے بھی باز نہیں آ رہے۔ جیسا کہ کرونا وباء کے پھیلتے ہی اس سے متعلقہ حفاظتی اشیاء کے نرخ ایک دم کئی گناہ بڑھا دینا، پھر لاک ڈاون کی صورتحال میں اشیائے خورد ونوش سمیت تمام ضروریات زندگی کی چیزوں کی قیمتیں بھی بڑھا دینا، بجائے لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کے ان کے لیے مشکلات بڑھا دینا اور لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اُٹھانا۔ اسی طرح ہمارے حکمران طبقہ کی حالت یہ ہے کہ عوام کی مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر ان کو ناجائز طور پر لوٹنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ جب چاہا آٹے یا چینی کا بحران پیدا کر دیا اور اس کی آڑ میں ان کے ریٹ بڑھا لیے۔ حکومتیں بھی ان سرمایہ داروں کی مٹھی میں ہوتی ہیں۔ وہ انہیں باقاعدہ سبسڈی دیتی ہیں، سابقہ حکومتوں نے بھی دی موجودہ حکومت بھی دے رہی ہے لیکن اس کے باوجود چینی اور آٹے کا مصنوعی بحران پیدا کر کے قیمتیں آسمان پر پہنچا دی گئیں۔ جرنیلوں کے بارے میں بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اس معاملے میں سیاست دانوں پر سبقت لے جا چکے ہیں۔ بہت سے شواہد اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ عدلیہ میں کچھ ججز بہتر ہو سکتے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی ہماری عدالتوں میں انصاف بکتا ہے۔ غیر ملکی اثاثہ جات میں ہمارے بیوروکریٹ سرفہرست ہیں۔ ان میں سے بعض ہمارے صنعتکاروں اور بڑے کاروباریوں کو بھی پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ اب حکمرانوں کے آگے سے آئینہ اٹھا کر عوام کے سامنے رکھ دیں۔ صنعت کار اور بڑے کاروباری ایک سال میں کئی کئی عمرہ ادا کرتے ہیں اور رمضان کا آخری عشرہ تو لازماً سعودی عرب میں گزرتا ہے، لیکن دوسری طرف ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں سب سے زیادہ جعلی دوائیں بکتی ہیں۔ خالص خوراک قصۂ پارینہ بن چکی ہے۔ جعلی ڈگریاں با آسانی دستیاب ہیں۔ عدالتوں اور کچہریوں میں جھوٹے گواہوں کی دستیابی باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ڈاکٹر موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا مریض کی طرف اس وقت تک دیکھنا گوارا نہیں کرتے جب تک فیس ملنا یقینی نہ ہو جائے۔ انجینئر اور سرکاری ٹھیکیدار بعض اوقات کاغذوں میں پُل تیار کر کے بعد ازاں سیلاب میں بہا دیتے ہیں۔ جھوٹ، غیبت اور بہتان تراشی کو ہم نے گناہوں کی فہرست سے خارج کر دیا ہوا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ آئینہ نے چغلی کھائی ہے کہ ہم بحیثیت مجموعی ہجوم مومنین بھی نہیں بلکہ ہجوم منافقین ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قوم نیک اور مخلص افراد سے خالی ہو چکی ہے بلکہ قوم کا معاملہ بھی ایک فرد کی مانند ہوتا ہے۔ کوئی عام انسان مکمل نہیں ہوتا۔ اچھائیاں اور برائیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں لیکن جس طرح ہم بُرا انسان اسے کہتے ہیں جس میں برائیاں زیادہ اور بڑی ہوں اور اچھائیاں کم ہوں، یہی معاملہ اقوام کا بھی ہوتا ہے۔ بحیثیت مجموعی قوم کا کردار پرکھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔

آخر میں یہ وضاحت لازم ہے کہ استحصالی نظام اور مقتدر لوگوں کے استحصالی ہتھکنڈوں نے اس قوم کے ایک بہت بڑے حصے کو بُری طرح پیس کر رکھ دیا ہے اور فقر نے انہیں کفر کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ گویا اس ایلیٹ کو اِن پسے ہوئے عوام کی بداعمالیوں کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا جائے گا۔ علاوہ ازیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس وضاحت کی ضرورت تو نہیں ہے کہ ہمیں اپنی قوم اور ہم وطنوں سے خدانخواستہ کوئی دشمنی ہے۔ ملکی حالات اور اپنی دگرگوں حالت دیکھ کر اور دنیا بھر میں اپنی رسوائیوں کی داستانیں سن کر ہمارے دل میں درد اٹھتا ہے۔ اپنی ذلت اور جگ ہنسائی برداشت نہیں ہوتی۔ ہمیں صرف اپنے قلم پر اختیار ہے جو ظالم حقائق سے آنکھیں چرانے نہیں دیتا، جو بلی کے سامنے کبوتر کا آنکھیں بند کر لینا ہلاکت کو دعوت دینے کے مترادف سمجھتا ہے، جو جھوٹی تسلیوں اور سیاسی نعرہ بازی کو مسئلہ کا حل نہیں سمجھتا۔ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے ہم مایوس نہیں ہیں۔ تاریکی اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھی کہیں نہ کہیں سے روشنی کی کرنیں ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کراتی ہیں۔ جلد وہ وقت آنے والا ہے جب ہم عید آزاداں منائیں گے ان شاء اللہ۔ لیکن عید آئے گی رمضان کے بعد ہی۔ ان روزوں کے لئے ہمیں قوم کو تیار کرنا ہوگا۔ اس کے لئے ہم اپنی سی کوشش جاری رکھیں گے۔ اللہ ہمیں اپنی کوششیں بڑھانے کی توفیق دے اور شرفِ قبولیت بخشے۔ (آمین ثم آمین)

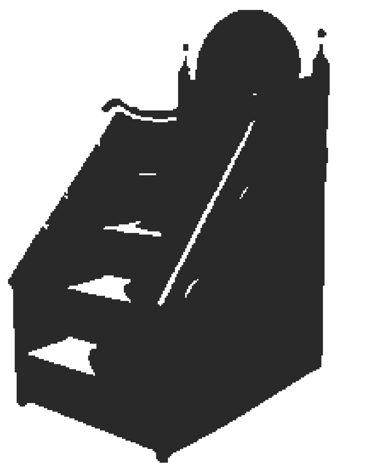

عید الفطر اور امتِ مسلمہ

”قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں“

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا ایک سابقہ خطاب عید الفطر

حضرات محترم! عید الفطر کا عظیم الشان اجتماع اصلاً اللہ کے حضور اظہار تشکر کے لیے ہے۔ شکر کس بات کا؟ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ماہِ رمضان کی صورت میں نیکیوں کا موسم بہار عطا فرمایا اور موقع عطا فرمایا کہ اس ماہِ مبارک میں ہم اللہ کی رحمت، مغفرت اور اجر وثواب سے اپنے دامن کو بھر کر آخرت کی کامیابی کا سامان فراہم کریں۔ میں سوچ رہا تھا کہ دنیا کی تمام اقوام میں موسم بہار کے حوالے سے قومی تہوار منانے کا رواج ہے۔ مسلمانوں کے لیے نیکی اور خیر کے حوالے سے موسم بہار دراصل ماہِ رمضان ہے۔ اس موسم بہار کے اختتام پر ہمارا یہ دینی تہوار ہے، جس کا عنوان ہے ”عید الفطر“۔ عید پر وہ پابندیاں ختم ہوگئیں جو اس سے پہلے جاری تھیں۔ یعنی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی خواہش پوری کرنے کی پابندی۔

سورۃ البقرہ کی جس آیت میں ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت اور قرآن کی عظمت و افادیت اور نزول کا ذکر ہے، اس کے آخری الفاظ میں عید منانے کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

﴿وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾ (185)

”اور (یہ آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔“

دیکھئے! رمضان المبارک روزے کی عبادت کا مہینہ بھی ہے اور جشن نزول قرآن کا مہینہ بھی۔ چنانچہ اس ماہ کے لیے ہمیں دن میں روزہ اور رات میں قرآن کے ساتھ قیام کا پروگرام دیا گیا ہے۔ مسلمان دن میں پورے آداب کے ساتھ روزہ رکھے اور رات کا کم ازکم ایک تہائی حصہ قرآن کے ساتھ ضرور گزارے۔ قرآن ایسی عظیم نعمت ہے جس پر لوگوں کو جشن منانا چاہئے۔ یہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ سورۃ یونس میں فرمایا:

﴿قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَ بِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا﴾ط (آیت:58)

”(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان سے کہہ دیجیے کہ یہ قرآن جو لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے اس پر لوگ خوشیاں منائیں۔“

مرتب: ابو ابراھیم

مسلمانوں کو جشن منانا ہے تو قرآن کا جشن منائیں۔ اِس لیے کہ قرآن وہ عظیم نعمت ہے کہ جو ان تمام چیزوں سے جو لوگ جمع کرتے ہیں قیمتی اور بہتر ہے۔ لہٰذا خوشی اور مسرت اور جشن اس پر منانا چاہیے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کی اس آیت میں بھی جو میں نے سنائی، آخر میں فرمایا:

﴿وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ﴾

”تاکہ تم تعداد پوری رکھو (روزے مکمل کرو)۔“

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ﴾

”اور تاکہ تم اللہ کی کبریائی کا اعلان کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی۔“

یہ ہدایت کہاں سے مل رہی ہے؟ یہ قرآن سے مل رہی ہے۔ روزوں کی تعداد مکمل کرو اور اس ہدایت پر اللہ کی کبریائی کا اعلان کرو۔

﴿وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾

”اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔“

یہ دوگانہ شکر ہے جس کی ادائیگی کے لیے ہمارے ہاں عید کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ پوری امت اسلامیہ اسی انداز سے عید منا رہی ہے۔ دیکھئے، ماہِ رمضان تو رخصت ہو گیا۔ یہ سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو یہ مہینہ عطا ہو جائے، اور وہ اس میں اپنی مغفرت کا سامان کرسکیں۔ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جنہیں یہ موقع ملا ہو، یہ مہینہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہو، مگر پھر بھی اپنی بخشش کا سامان نہ کرسکیں۔

رمصان اور جشن عید میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟ کیا یہ کہ ہم دوگانہ شکرانہ ادا کریں اور پھر مادر پدر آزاد ہوجائیں۔ نہیں! بلکہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ رب کی رضا کی خاطر بھوک پیاس کی سختی اور جسمانی تقاضوں پر جو پابندی ہم نے ماہ رمضان میں قبول کی ہے یہ اس بات کی تربیت کے لیے تھی کہ اللہ کی رضا کی خاطر ہر نوع کی سختی برداشت کرنے کے لیے تیار ہوجائیں۔ یہ جہاد وقتال جو مسلمانوں پر فرض کیا گیا جسے آج مسلمان بھولے بیٹھے ہیں یہ اسی کی تیاری کا ایک حصہ ہے۔ شعبان کی آخری شب استقبالِ رمضان کے حوالے سے آپؐ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اُس میں آپؐ نے فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ گویا اس مہینے میں صبر واستقامت کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ روزے کے ذریعے ہمیں تقویٰ کی جو پونجی حاصل ہوئی، صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق جو پابندی قبول کی، یہ اس لیے تھی کہ ہم میں وہ روحانی طاقت پیدا ہوجائے کہ ہم پورا

سال بلکہ زندگی کے آخری سانس تک حرام چیزوں اور منکرات سے رکے رہیں۔ مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے بہت بلند پایہ عالم گزرے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ روزے اصل میں دو ہیں: ایک روزہ وہ ہے جس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ یہ 30 یا 29 دن کا ماہ رمضان کا روزہ ہے۔ یہ روزہ تو مسلمان---- جنہیں بھی توفیق ملتی ہے---- بڑے اہتمام سے رکھتے ہیں۔ یہ روزہ تو ماہِ رمضان کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک روزہ وہ ہے جو زندگی کے آخری سانس تک برقرار رہتا ہے۔ وہ روزہ یہ ہے کہ مسلمان حرام سے بچے، معصیت سے بچے، نافرمانی سے بچے، منکرات سے بچے کہ یہی دین کا حاصل ہے۔ بھائیو! وہ روزہ جس کے تحت ہمیں سال کے باقی گیارہ مہینے حرام چیزوں سے بچنا ہے اور تقویٰ کی زندگی گزارنی ہے، اب شروع ہوا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

حضراتِ محترم! عید الفطر جہاں روزے کی توفیق ملنے اور قرآن کریم کے ساتھ مضبوط تعلق کی تجدید کے حوالے سے اللہ کی جناب میں تشکر کا دن ہے، وہاں یہ امت کی یکجہتی اور اجتماعیت کے اظہار کی بھی آئینہ دار ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس اجتماع سے اسلام اور اہل اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہو، مگر افسوس کہ اس پہلو سے ہماری حالت بڑی قابل رحم ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

عید آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

مزید فرماتے ہیں ؎

شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

آج پوری امت مسلمہ اغیار کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہے۔ اس وقت کرۂ ارض پر 160 کروڑ مسلمان موجود ہیں، مگر دنیا میں اُن کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہر طرح کے وسائل رکھنے کے باوجود امت مسلمہ دنیا میں ذلت ورسوائی کا نشان بن چکی ہے۔ ساری دنیا کو آزادی، حریت اور مساوات کا سبق دینے والے آج خود ابلیسی طاقتوں کی ذہنی وفکری غلامی میں گرفتار ہیں۔ شیطانی تہذیب وثقافت اور سود پر مبنی شیطانی معیشت نے پوری امت کو اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ امت اسلام سے بہت دور جا پڑی ہے۔ نتیجتاً اللہ کی رحمت اور نصرت سے محروم ہے۔ غیروں کی سازشیں اپنی جگہ، اصل قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم نے دین سے غداری کی۔ غیروں کی تہذیبی اور ثقافتی غلامی کا قلادہ ہم نے خود اپنی گردنوں میں ڈالا۔ چنانچہ اس امت کا حال وہ ہے جو ایک حدیث میں بیان ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل جل کر) دھاوا بول دیں گی جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: حضور! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہوگی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت کثیر ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور تمہارے دل ”وَھن“ کا شکار ہو جائیں گے۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ”وَھن“ کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ”دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“ (رواہ ابوداؤد)

دنیا کی محبت اور موت کے ڈر نے مسلمانوں کو کمزور اور بزدل بنا دیا ہے۔ مسلمان اپنے مشن کو بھلا کر دینی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے دنیا پرستی اور دولت کی محبت میں گرفتار ہو جائیں تو پھر یہی ہوتا ہے۔ آج پوری امت اس حدیث کی عملی تصویر نظر آتی ہے۔

پریس ریلیز 29 مئی 2020ء

جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی لازم ہے

حافظ عاکف سعید

جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی لازم ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے یوم تکبیر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے ملک کی جغرافیائی سرحدوں کو محفوظ کر دیا تھا۔ ہم اِس کامیابی پر ساری قوم کو پیغام تہنیت دیتے ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جن اقوام نے اِس کے ساتھ اپنی نظریاتی سرحدوں کو محفوظ نہ کیا اُن کی جغرافیائی سرحدیں بھی قائم نہ رہ سکیں۔ پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا لیکن ہم 72 سال میں عملی طور پر پاکستان کو اسلامی نظریاتی ریاست بنانے میں بُری طرح ناکام ہوئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایٹمی قوت ہونے کے باوجود پاکستان پر خوف اور بھوک کا عذاب مسلط ہے۔ گویا نظریاتی سرحدوں کو مضبوط کیے بغیر جغرافیائی سرحدوں کا استحکام بے معنی ہو جاتا ہے۔

ہند چینی سرحدی جھڑپوں پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ بھارت کی انتہا پسند ہندو حکومت کے کسی بھی ہمسایہ ملک کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں پاکستان کا وہ ازلی دشمن ہے۔ سری لنکا، نیپال اور بنگلہ دیش کے ساتھ سرحدی جھگڑے رہتے ہیں۔ افغانستان میں بھارت نے ہمیشہ عوام مخالف پالیسی اختیار کی۔ اُنھوں نے بھارت کو خبردار کیا کہ وہ معقولیت اختیار کرے وگرنہ اس کی انتہا پسندانہ پالیسی بھارت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے گی۔

اُنھوں نے امریکہ میں رنگ ونسل کی بنیاد پر ہنگاموں اور فسادات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں رنگ ونسل کی بنیاد پر امتیاز کو یکسر ختم کر دیا تھا۔ دنیا اگر آج اس فطری نظام کو قبول کر لے تو انسانیت کو درپیش تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

آج ہماری بے بسی اور بے حسی کا یہ عالم ہے کہ میانمار(برما) میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں جن کا ذکر سن کر دل چھلنی ہو جاتا ہے، لیکن ہم بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی پوری مسلم دنیا کو پامال کر رہے ہیں۔ ہر طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، کہیں اغیار کے ہاتھوں اور کہیں خود اپنے ہاتھوں۔ میانمار، کشمیر، چیچنیا، عراق، یمن، لیبیا اور شام وغیرہ میں عالم کفر مسلمانوں کا قتل عام کر رہا یا کرا رہا ہے۔ کفریہ قوتیں ہر جگہ اپنے مفادات کا کھیل کھیل رہی ہیں اور مسلمانوں کا قتل عام خود بھی کر رہی ہیں اور دوسروں سے بھی کروا رہی ہیں۔ مشرق وسطیٰ ایک بہت خوفناک جنگ کے دہانے پر کھڑا ہے۔ تیسری عالمی جنگ کا میدان یہی علاقہ بننے والا ہے۔ ہمیں آج ملی سطح پر خوفناک صورتحال درپیش ہے۔

یہ تو عالم اسلام کا معاملہ ہے، وطن عزیز پاکستان کی حالت بھی مخدوش ہے۔ اللہ کا وعدہ تو مسلمانوں سے یہ ہے کہ اگر تم واقعی مومن ہوئے تو دنیا میں غالب اور سربلند تم ہی ہوں گے۔ ایمان کا جو معیار اللہ نے قرآن میں دے دیا اگر اس کے مطابق مومن ہوئے اور اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہے، تو دنیا میں بھی غلبہ اور اقتدار تمہیں ہی ملے گا، لیکن ہمارا حال کیا ہے۔ 27 رمضان المبارک کو قائم ہونے والا پاکستان جو عطیہ خداوندی ہے، ایٹمی قوت ہونے کے باوجود بھارتی خاص طور پر کشمیری مسلمانوں کے تحفظ کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کر رہا۔ حکومت صرف مذمتی بیانات پر اکتفا کر رہی ہے۔ بھارت LOC پر جارحیت سے باز نہیں آ رہا اور ہم اُن کے سفارت کاروں کو وزارت خارجہ میں طلب کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ وہاں اُن کی مہمان نوازی کے بعد اُنہیں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

دوسری طرف معاشی طور پر ہم IMF کے غلام ہیں۔ اسی کے دباؤ پر عوام پر مہنگائی کے ڈرون گرائے جا رہے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ ذلت وخواری کیوں ہے؟ سیدھی سی بات ہے ہم اپنے دینی مشن کو بھول کر دنیا پرستی اور مادہ پرستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہم کہنے کو اللہ کے بندے ہیں، لیکن عملاً دنیاوی مفادات کے بندے بنے ہوئے ہیں اور دنیا کے پجاری ہیں۔ ہمارا معبود روپیہ پیسہ ہے۔ ہم اللہ کے غلام نہیں رہے امریکہ اور IMF کے غلام بن گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذلت و رسوائی اور مسکنت ہمارا مقدر ٹھہری ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

ہم ایک اللہ کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ ہر جگہ ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور ہر در پر ہمارا سر جھکا ہوا ہے۔ ہمارا سب سے بڑا قومی جرم یہ ہے کہ 73 سال گزرنے کے باوجود ہم نے یہاں اسلام نافذ نہ کیا حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا۔ یہاں 95 فیصد مسلمان آباد ہیں۔ ہم نے یہاں اللہ کا دین قائم کرنے کی بجائے انگریز کے چھوڑے ہوئے باطل طاغوتی نظام کو سینے سے لگا رکھا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ کی رحمت اور نصرت سے محروم، اور اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں۔ اُس عذاب نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ایک زرداری سے تو قوم نے نجات حاصل کر لی مگر زرداروں سے اُسے رہائی نہ مل سکی، اور یہ رہائی کبھی نہیں مل سکتی جب تک کہ نظام زر سے چھٹکارا حاصل نہ کر لیا جائے۔ مہنگائی کا جن جس قوت اور شدت سے ہم پر حملہ آور ہے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہی کہ جرائم اور بڑھیں گے۔ خودکشیوں کی شرح میں اور اضافہ ہوگا۔ افلاس اور محرومی کے منحوس سایے اور پھیلیں گے۔ معاشی بدحالی اور غیروں کی غلامی سے نجات کا راستہ ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے ساتھ سچی وفاداری کی جائے۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر اپنے جرائم پر توبہ کی جائے۔

آخری بات

اگرچہ آج ہر طرف مایوسی کے سائے ہیں جو گہرے ہوتے جا رہے ہیں، لیکن ہماری مغربی سرحد سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی مسلسل آ رہے ہیں۔ امریکہ اور نیٹو بلکہ پورا عالم کفر اپنے مسلم گماشتوں کے ساتھ چند ہزار نہتے افغان طالبان کے ہاتھوں عبرتناک شکست کھا کر اور ذلیل ہو کر اُن سے ایک معاہدہ کرنے پر مجبور ہوا ہے لیکن امریکہ ناقابل اعتبار ہے لہٰذا کسی وقت معاہدہ شکنی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اِس وقت عالم کفر کی نمائندہ ورلڈ سپریم پاور امریکہ نے طالبان افغانستان سے امن معاہدہ کیا ہے۔ یہ ہے وہ ذلت و رسوائی جو امریکہ کے حصے میں آئی ہے، اور عزت کن کے حصے میں آئی۔ اُن کے حصے میں جنہوں نے اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے عزیمت کا مظاہرہ کیا اور باطل کے آگے ڈٹ گئے، یعنی عظیم طالبان مجاہدین۔

﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ (26)﴾ (آل عمران:26)

’’اور تو جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔‘‘

امید ہے کہ افغان طالبان کی بے مثال قربانیوں اور عزیمت کے نتیجے میں وہاں اسلام کی سحر دوبارہ طلوع ہوگی بلکہ پہلے سے بھی بھرپور انداز میں طلوع ہوگی۔ اور ان شاء اللہ پھر وہیں سے اسلام کے عالمی غلبے اور احیاء کا آغاز ہوگا۔

اگر ’’افغانیوں‘‘ پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!

سوال یہ ہے کہ کیا طالبان افغانستان کی عزیمت اور شاندار مزاحمت میں ہمارے لیے، ہمارے سیاسی اور دینی قائدین کے لیے اور یہاں کے مایوس عوام کے لیے کوئی سبق نہیں ہے۔ یقیناً بڑا سبق ہے۔ وہ سبق کیا ہے؟ یہی کہ

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اگر آج بھی ہم اللہ کے دامن کو تھام لیں، اُس کے دین سے وفاداری کر کے اُس کی نصرت حاصل کر لیں تو دنیا کی سپریم پاور ہمارے قدموں میں گر جائے گی۔ اگر کائنات کی سپریم پاور رب ذوالجلال ہماری پشت پر ہو تو کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ طالبان کی مثال دیکھنے کے باوجود اگر ہم اپنے طرز فکر کو نہ بدلیں تو پھر ہم سے زیادہ محروم اور بدنصیب کوئی نہیں ہوگا۔ خدارا! آج ہی سے یہ طے کر لیں کہ آئندہ زندگی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اُس کے دین کے سچے وفادار بن کر رہیں گے، اللہ کے دین کو قائم کرنے کو ترجیح اول بنائیں گے، اور صرف اللہ کے در پر سر جھکائیں گے۔ پھر دیکھنا اللہ کا یہ وعدہ ہمارے حق میں کیسے پورا ہوتا ہے کہ

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝﴾ (آل عمران:139)

’’اور اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔‘‘

اقبال نے بھی جواب شکوہ میں یہی بات کہی ہے کہ ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

4 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

8

ہر چہ می بینی ز انوارِ حق است
حکمتِ اشیا ز اسرارِ حق است

ترجمہ فرنگ کی سوچ کے برعکس انسانی مشاہدہ خالق کائنات کی تخلیق کے رازوں کا مشاہدہ ہے اور ہر تخلیق میں کوئی حکمت (PURPOSEFULLNESS) پوشیدہ ہے وہ بھی خالق کائنات کے انوار میں ہے۔

تشریح مغربی فلاسفہ کی اس سوچی سمجھی (PRE-PLANNED) حیوانی سوچ ❶ کے برعکس کائنات کا مشاہدہ غیر جانبداری سے کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس کا ایک ہی خالق ہے اور یہ ایک بامقصد تخلیق ہے۔ اس کائنات میں ہر چھوٹی بڑی تخلیق کے پیچھے حکمتیں (انوارِ حق) ہیں اور یہ حکمتیں مزید غور وفکر کیا جائے تو خالق کائنات کی شانیں (اسمائے حسنیٰ) اور اس کے اسرار ہیں۔ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں اس حقیقت کو کئی مقامات پر مختلف پس منظر کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے سورۂ بقرہ آیت 164 میں کئی مظاہر قدرت (PHENOMINONS) کا یکجا تذکرہ فرما کر ان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں (آیات) فرمایا گیا ہے کہ یہ مظاہر قدرت کسی صانع، CREATOR اور خالق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور یاد دلاتے ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق، اختلافِ لیل ونہار، ہواؤں کا عالمی نظام، بارشوں کا برسنا، بحری جہازوں کا چلنا، ANIMAL KINGDOM اور وسائل رزق سب کے سب اسرارِ حق ہیں اور انسانی تخلیق میں بھی بے شمار اسرار ہیں۔ (21:51)

9

ہر کہ آیاتِ خدا بیند حُر است
اصلِ ایں حکمت ز حکمِ اُنظُر است

ترجمہ جو انسان اللہ کی (اس وسیع کائنات کی مخلوقات و اشیاء یعنی) نشانیوں میں غور کرتا ہے تو وہ 'حُر' یعنی آزاد انسان ہے اور اس بات کی دانائی (راز) قرآن کے حکم ''اُنظر'' میں (پوشیدہ) ہے

تشریح اکثر انسان تخلیق کائنات پر غور کرنے کی زحمت گوارہ ہی نہیں کرتے اور بہت سے بدنصیب لوگ کسی پہلے سے طے شدہ منصوبے اور کسی مافیا (صہیونیت کے نیوورلڈ آرڈر) ❷ کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں۔ جو انسان فطری انداز میں کائنات میں غور کرتے ہیں وہی آزاد انسان ہیں باقی دانشور کسی مافیا کا ملازم (PAID WORKER) ہے۔ جو فطرت اور ضمیر کی آواز کے تحت کائنات پر غور کرتا ہے وہ مردِ حُر ہے اور اس رویے اور غور وفکر کی بنیاد قرآن مجید ہے، جس میں امر کے صیغے میں لفظ اُنظُر کہا گیا ہے کہ دیکھو، مشاہدہ کرو۔ اسی سے صحیح فطری استدلال اور نتائج اخذ کرنے کی راہیں کھلتی ہیں۔

علامہ اقبال نے پہلے انسان کے دنیا میں آنے کے بعد زمین پر آنکھ کھولنے اور مشاہدۂ آیات کے منظر کی بڑی خوبصورت نقشہ کشی کی ہے ۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

10

بندۂ مومن از و بہروز تر
ہم بہ حالِ دیگراں دل سوز تر

ترجمہ (آسمانی ہدایت کو تسلیم کرنے والا) بندۂ مومن اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے سے مالا مال ہے اس کے نتیجے میں وہ دوسرے انسانوں کا (ہدایت وگمراہی پر) بڑا ہمدرد ہے۔

تشریح قرآن مجید کے انداز میں کائنات پر غور کرنے والا ہی بندۂ مومن ہے وہ اس طرح کائنات پر غور کر کے عقلی اعتبار سے بہت مضبوط بن جاتا ہے اس کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے اور ارب پتی انسانوں سے زیادہ پُرسکون ہوتا ہے سکون قلب رکھتا ہے بلکہ دوسرے انسانوں کی محرومی ہدایت پر کڑھتا ہے اور ان کا بھی ہمدرد ہوتا ہے۔ اسی سوچ کی آج ضرورت ہے۔

❶ یہودی پروٹوکولز میں 1897ء سے ان کے عالمی غلبہ کے منصوبوں میں یہ بات شامل ہے کہ فحاشی وعریانی کو عام کر کے انسانوں کو بس حیوانِ محض بنا دیا جائے۔

❷ صہیونیت نے U N O کے ذریعے اسرائیلی ریاست قائم کی اور اب پوری دنیا کے ممبر ممالک میں ابلیسی نظریات کو فروغ دینے کے منصوبے تیزی سے مکمل کر رہے ہیں۔ قاہرہ کانفرنس، بیجنگ کانفرنس، بیجنگ 5+ کانفرنس اور اس کے بعد نسل انسانی کی اقدار کو یکسر تبدیل کر رہا ہے۔ ناچ گانے کا کام کرنے والے انسانی ہیرو بنا دیے ہیں اور جسم فروشی کرنے والی عورتوں کو SEX WORKERS قرار دے دیا ہے اور ان کے حقوق دوسرے INDUSTRIAL WORKERS کی طرح نافذ کیے جا رہے ہیں۔

آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیّل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار!
چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار

علامہ اقبال

ہماری حکومتوں پر قادیانیوں کے اثر انداز ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہمارا کشکول ہے جو اُس میں ڈالے گا وہ مطالبہ بھی کرے گا: ایوب بیگ مرزا

ہمارا آئین اقلیتوں کو قانون کے تابع رہ کر مذہبی ترویج کی اجازت دیتا ہے لیکن قادیانی قانون کے تابع نہیں ہیں اس لیے ان کو اقلیتی کمیشن میں شامل نہیں کیا جا سکتا: جسٹس (ر) نذیر اختر

قومی اقلیتی کمیشن آئین کی بنیاد پر بنا ہے جو لوگ ہمارے آئین کو نہیں مانتے ان کو کیسے شامل کیا جا سکتا ہے: متین خالد

قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی۔۔؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: پاکستان میں قادیانیوں کی آئینی حیثیت کیا ہے؟

متین خالد: پاکستان میں قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے مختلف ادوار میں مطالبات ہوتے رہے ہیں اور تحریکیں چلتی رہی ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا بھی بنیادی مطالبہ یہی تھا۔ اُس وقت اگرچہ اس تحریک کے نتیجے میں مسلمانوں کو آئینی وقانونی طور پر کوئی کامیابی نہ مل سکی بلکہ مسلمانوں کا اس میں بہت زیادہ نقصان ہوا لیکن اس کا ایک فائدہ ضرور ہوا کہ قوم کو ایک زبردست قسم کا پیغام بھی گیا اور پوری قوم کو اس فتنے کے حوالے سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد حالات جوں کے توں چلتے رہے، قادیانی اپنے کفریہ اور باطل عقائد کا اظہار کھل کر کرتے رہے اور اپنا گمراہ کن لٹریچر بھی سرعام تقسیم کرتے رہے۔ وہ اپنے سالانہ جلسے بھی کرتے رہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہے۔ ان کی تقاریر بڑی اشتعال انگیز ہوتی تھیں اور پورے پاکستان میں ان کو کھلم کھلا اجازت تھی کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی ان کو روکتا تو اس کے خلاف قانونی، تعزیراتی کارروائی ہوتی۔ پھر 1974ء میں ایک چھوٹا سا واقعہ ہوا کہ نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلباء جب سیر کرنے کے لیے پشاور جا رہے تھے تو راستہ میں ربوہ ریلوے اسٹیشن (چناب نگر) میں قادیانی اپنا لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ مسلمان طلبہ نے ان کا لٹریچر لینے سے انکار کر دیا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ جواب میں قادیانیوں نے بھی احمدیہ زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اس واقعہ کے بعد ایک بھرپور تحریک چلی جس میں تمام مذہبی جماعتیں اکٹھی ہو گئیں اور بھٹو سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ نے اسمبلی میں قرارداد پیش کی اور تمام اکابرین نے اس کی توثیق کی۔ جمہوری ملکوں میں یہ ہوتا ہے کہ آپ ایک بل پیش کرتے ہیں، اگر زیادہ ووٹ اس بل کے حق میں آتے ہیں تو بل منظور ہو جاتا ہے ورنہ مسترد ہو جاتا ہے۔ دنیا میں یہی اصول ہے۔ لیکن بھٹو صاحب نے اپنی بالغ نظری اور ایک بہترین حکمت عملی کے تحت اپوزیشن لیڈران سے کہا کہ ہم اکثریت سے فوراً یہ مسئلہ حل کر لیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم ایک نوے سال پرانا مسئلہ حل کرنے جا رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر کو دعوت دیں کہ وہ آ کر اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرے تاکہ وہ کل کلاں یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ چنانچہ مرزا ناصر اپنی پوری ٹیم کے ساتھ اسمبلی میں آیا اور وہاں تقریباً تیرہ دن تک بحث ہوتی رہی اور بڑے دلچسپ انداز میں سوال وجواب ہوئے، مرزا ناصر کو سپیکر اور اٹارنی جنرل کے روبرو اپنا موقف بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ یہاں نمونے کے لیے ایک سوال بیان کروں گا۔ وہاں مرزا ناصر کو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ”آئینہ کمالات اسلام“ کے صفحہ 547، 548 کو پڑھنے کے لیے کہا گیا اور پھر اس کا ترجمہ کرنے کا کہا گیا۔ جسے سن کر پوری اسمبلی ششدر رہ گئی۔ وہ عبارت کچھ یوں تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں کہا تھا:

”میں نے اپنی کتابوں میں جتنے نبوت اور رسالت اور معجزات کے دعوے کیے ہیں اور جو میں نے انبیاء کے خلاف گستاخیاں اور خرافات بکی ہیں جو شخص میری کتابوں میں ان ساری تحریروں کی تصدیق نہیں کرتا اور میری کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا وہ ذریۃ البغایہ (بازاری عورت کی اولاد) ہے“۔

یہ سن کر ارکان اسمبلی کے کچھ کان کھڑے ہوئے۔ اس کے علاوہ اس تیرہ دن کی بحث سے ساری چیزیں بھی کھل کر دنیا کے سامنے آ گئیں اور مرزا ناصر نے اپنے عقائد کا اعتراف کر لیا کہ یہ ساری چیزیں ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے عقائد کے مطابق قادیانی کلمہ میں مرزا قادیانی کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور اس کے دوست کو صحابی، اس کی بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں جب اراکین اسمبلی کے سامنے آئیں تو تمام اراکین اسمبلی بشمول سیکولر حضرات کو شدید غصہ آیا اور پوری اسمبلی اس نتیجہ پر پہنچی کہ ان کے عقائد کفریہ ہیں اور یہ غیر مسلم ہیں۔ چنانچہ آئین کے آرٹیکل 106 اور 260 کے تحت قادیانیوں کو مستقل طور پر اقلیت قرار دے دیا گیا۔

سوال: قادیانیوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ویسے میری حیثیت کسی مفتی کی نہیں ہے کہ میں کسی کی شرعی حیثیت بتا سکوں لیکن یہ بات عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں اور جو شخص مسلمان ہونے کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی مان لے تو وہ بھی مرتد ہے۔یعنی وہ مسلمان نہیں رہا۔کیونکہ اس نے مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے بنیادی عقیدہ یعنی ختم نبوت کا انکار کیا لہٰذا اب وہ کافر نہیں بلکہ مرتد ہے۔حالانکہ ان کے لوگوں میں اس حوالے سے بھی بڑی کنفیوژن ہے کیونکہ کوئی مرزا قادیانی کو نبی کہتا ہے اور کوئی مجدد کہتا ہے۔لیکن ہمارے دین کے مطابق کسی ایسے شخص کو جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ فاسق وفاجر،مرتد ہے۔بلکہ علما یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو کسی نے اس سے اس کا ثبوت بھی مانگا تو اس نے بھی کفر کا ارتکاب کیا۔کیونکہ ہمارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حتمی ہے۔تمام آسمانی مذاہب یہودی،عیسائی وغیرہ انبیاء کو تسلیم کرتے ہیں۔یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں لیکن وہ حضرت محمد صلی اللہ علی وسلم کا انکار کرتے ہیں۔چنانچہ ہر وہ شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔اگر وہ شروع سے ایسا ہے تو وہ کافر ہے لیکن اگر اس نے مسلمان ہونے کے بعد ایسا کیا تو وہ مرتد ہے۔بہرحال ہمارے بزرگوں نے اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میری رائے ہے کہ اگر اس وقت یہ قانون بن جاتا کہ جو لوگ پہلے سے قادیانی ہیں انہیں معاف کیا جاسکتا ہے لیکن جو 7 ستمبر 1974 کے بعد مسلمان سے قادیانی ہوں گے تو انہیں مرتد قرار دے کر شرعی سزا دی جائے گی تو آج یہ فتنہ فرو ہو چکا ہوتا۔ہمارے بزرگوں نے ایک حد تک بہت عمدہ کام کیا لیکن بعد میں آنے والوں کو اس کام کی تکمیل کرنی چاہیے تھی۔

متین خالد: ہمارے ہاں یہ بحث چل رہی ہے کہ جو قادیانی پہلے مسلمان تھا اور پھر قادیانی بن گیا وہ مرتد ہو گیا لیکن اس کی اولاد جو پیدا ہوئی وہ تو مرتد نہیں ہے۔اس کا ہمارے بزرگوں نے یہ جواب دیا ہے کہ وہ زندیق ہے جو مرتد کی اگلی سٹیج ہے۔مثلاً ایک آدمی حرام کو حلال کہتا ہے تو وہ زندیق ہے۔اسی طرح ایک آدمی مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کہتا ہے (معاذ اللہ)،اس کا باپ دادا بھی یہی کہتا تھا اور اس کی اگلی نسل بھی یہی کہتی ہے تو یہ زندیق کا عقیدہ ہے۔اسلامی نظام مرتد کو پھر بھی تین دن کی مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنے اشکال دور کر لے۔لیکن زندیق کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے۔

سوال: قومی اقلیتی کمیشن کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

متین خالد: حال ہی میں اقوام متحدہ کے کمیشن کی ایک

> **جب مشرقی پاکستان الگ ہوا تو ربوہ میں جشن منایا گیا۔اس کے بعد قادیانیوں کے خلفاء یہ کہتے رہے کہ بہت جلد احمدی یہ خوشخبری سنیں گے کہ پاکستان ختم ہو گیا۔**

رپورٹ انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم کے عنوان سے ایک رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں پوری دنیا میں مذہبی آزادی کے حوالے سے صورتحال کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس رپورٹ میں انہوں نے پاکستان کی موجودہ حکومت سے کہا ہے کہ ہم آپ سے بہت زیادہ خوش ہیں۔کیونکہ آپ نے کچھ کام (ہماری مرضی کے مطابق) بہت اچھے کیے ہیں۔ایک تو آپ گورونانک کے نام سے ایک یونیورسٹی بنا رہے ہیں،دوسرا آپ نے کرتارپور راہداری کھولی ہے۔تیسرا آپ نے ہندوؤں کے مندروں کی تزئین وآرائش کے لیے لاکھوں روپے لگائے ہیں۔چوتھا آپ نے آسیہ مسیح کو رہا کیا۔پانچویں نمبر پر انہوں نے ہماری حکومت کو کہا کہ آپ قومی اقلیتی کمیشن بنائیں اور اس کے بعد یہاں قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے لیے اقدامات شروع کریں اور قادیانیوں کو جو اقلیت قرار دیا ہے اور وہ پاکستان میں اپنی تبلیغ نہیں کر سکتے اس کو ختم کریں۔پھر جتنے گستاخان رسول ہیں سب کو چھوڑیں۔انہی چیزوں کو مدنظر رکھ کر اب قومی اقلیتی کمیشن بنایا گیا ہے جس میں ہندو،سکھ،عیسائی،پارسی، قلاش قبیلے کو بھی نمائندگی دی گئی اور مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے قادیانیوں کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔جس کی وجہ سے پورے ملک میں شور مچا۔ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ جو آپ قادیانیوں کو اقلیتی کمیشن میں شامل کر رہے ہیں تو یہ آپ کی خواہش ہے یا قادیانیوں کی خواہش ہے؟ آپ حیران ہوں گے کہ ہماری کابینہ کے تقریباً 54 لوگوں میں سے 44 نے مخالفت کی ہے اور انہوں نے کہا کہ جب تک قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے آپ ان کو شامل نہ کریں۔ان میں سے چھ وزرا ہیں جو پوری کابینہ پر حاوی ہیں،ان کی طرف سے پریشر ہے کہ قادیانیوں کو لازمی شامل کیا جائے۔حالانکہ خود قادیانیوں کا بیان آ گیا ہے کہ ہم آپ کے اقلیتی کمیشن پر لعنت بھیجتے ہیں۔یہ کمیشن آئین کی بنیاد پر بنا ہے جو لوگ ہمارے آئین کو نہیں مانتے ان کو کیسے شامل کیا جاسکتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: امریکہ ہر سال دنیا میں اقلیتوں کی صورتحال پر ایک رپورٹ شائع کرتا ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بیس سال پہلے بھی اس کے یہی مطالبات تھے۔لیکن خود امریکہ میں اقلیتوں' خاص طور پر مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں انہیں وہ نہیں بتاتا۔وہ صرف دوسروں سے مطالبات کرتا ہے۔آسیہ بی بی کا فیصلہ عدالت نے دیا تھا لیکن اس کو چھوڑ دیا گیا۔ہمارے وزیراعظم نے اس دفعہ اسمبلی میں تقریر کے دوران کہا تھا کہ آپ لوگ ہولوکاسٹ کا ذکر سننا نہیں چاہتے ہیں لیکن ہمارے رسول ﷺ کی کوئی توہین کرے تو اس کو چھوڑنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔قومی اقلیتی کمیشن میں یہ ہونا چاہیے کہ قادیانیوں سے کہا جائے کہ وہ سب سے پہلے آئین کو تسلیم کریں،پھر وہ خود بخود اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں گے۔اس کے بعد وہ اقلیتی کمیشن میں آنے کا حق رکھتے ہیں۔

سوال: قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو شامل کیا جا رہا ہے آپ اس اقدام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جسٹس (ر) نذیر اختر: میری معلومات کی حد تک حکومت نے اس حوالے سے بہتر سوچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو اس میں شامل نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔کیونکہ باقی اقلیتیں جو اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتی ہیں

ان کو شامل کرنا چاہیے لیکن قادیانی بڑی عجیب قسم کی اقلیت ہیں جو اپنے آپ کو دھڑلے سے کہتے ہیں کہ ہم اصل مسلمان ہیں۔

سوال: کیا آئین کی رو سے قادیانیوں کو کسی کمیشن کا حصہ بنایا جا سکتا ہے؟

جسٹس (ر) نذیر اختر: قادیانی چونکہ آئین کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ عدالتی احکامات کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کو کسی کمیشن کا حصہ نہیں بنانا چاہیے۔ آئین میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہر شہری کی ڈیوٹی ہے کہ وہ آئین کو مکمل تسلیم کرے اور وہ ریاست کا وفادار ہو۔لیکن یہ شرائط قادیانیوں کے حوالے سے پوری نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ان کا طرز عمل شروع سے باغیانہ ہے۔ ابتدا میں انہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی پھر قیام پاکستان کے بعد انہوں نے مسلسل اس ملک کے خلاف ریشہ دوانیاں جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ جب مشرقی پاکستان الگ ہوا تو ربوہ میں جشن منایا گیا۔اس کے بعد ان کے خلفاء یہ کہتے رہے کہ بہت جلد احمدی یہ خوشخبری سنیں گے کہ پاکستان ختم ہو گیا۔تو ان کا رویہ ہمیشہ اینٹی سٹیٹ رہا ہے۔ لہٰذا ان کو کسی کمیشن کا ممبر بنانا درست نہیں ہے۔

سوال: کیا اقلیت قرار دیے جانے کی صورت میں قادیانیوں پر عائد مذہبی پابندیاں ختم ہو جائیں گی؟

جسٹس (ر) نذیر اختر: یہ پابندیاں تو برقرار رہیں گی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آئین کی شق 20 کے تحت ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم کوئی مذہب اختیار کریں اور اس کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ حالانکہ اس شق کے شروع والے الفاظ ہیں: Subject to law public order and morality. یعنی یہ کوئی ان کا بالکل آزادانہ سا حق نہیں ہے کہ وہ بغیر قانون کی اتباع کیے اور پبلک آرڈر اور morality کو دیکھے یہ حق حاصل کرنے کی کاوش کریں۔ یہی وجہ ہے کہ 1992ء میں جسٹس خلیل الرحمان نے لاہور ہائی کورٹ میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ یہ حق ان کو قانون کے تابع ہونے کی صورت میں حاصل ہو گا۔ قادیانیوں سے اگر پوچھا جائے کہ تمہارا مذہب کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اسلام۔ جبکہ عملاً ان کا مذہب اسلام نہیں ہے کیونکہ وہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے اور مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ اس ملعون نے جو کچھ کہا ہے اس کی ترویج کو یہ اسلام کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سپریم کورٹ نے 1993ء میں یہ فیصلہ دیا کہ قادیانی دنیا کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ان کے عقائد اصل اسلام ہیں۔ جب ان کی پٹیشنز خارج کی گئیں تو اس فیصلہ کی ریشو یہ ہے کہ دھوکہ کسی کا بنیادی حق نہیں ہے۔ یہ بڑی عجیب قسم کی اقلیت ہے کہ اپنے آپ کو غیر مسلم بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ ظلم یہ کرتے ہیں کہ پاکستان کے سارے مسلمان، باقی اسلامی ممالک میں بسنے والے تمام مسلمان، حتیٰ کہ ساری دنیا میں جن لوگوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو، ان سب حقیقی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ہمارا آئین تو حقیقی اسلام کی ترویج کی اجازت دیتا ہے جو چودہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا حالانکہ بیس برس پہلے وہ یہی کہتا رہا کہ جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن بعد میں خود دعویٰ کر دیا۔ قادیانی اسی کے عقائد کی ترویج کرتے ہیں۔ ان کے بڑے تکلیف دہ عقائد ہیں جن میں اتنی اشتعال انگیز باتیں بھی ہیں کہ اگر وہ لوگوں کے سامنے آئیں تو سخت اشتعال پھیل سکتا ہے۔ لہٰذا ان کو آزادی سے تبلیغ کرنے کی اجازت دینا بھی قانون کے خلاف ہے۔

متین خالد: جسٹس صاحب نے 1993ء کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کا حوالہ دیا جس کے مطابق فیصلہ میں یہ لکھا گیا کہ:

1۔ اگر ہم قادیانیوں کو ان کے مذہب کی تبلیغ کرنے کی اجازت دے دیں تو گویا کہ یہ ایسے ہی ہے کہ ہم معاشرے میں سلمان رشدی کو تخلیق کر رہے ہیں۔ گویا ہر قادیانی اپنے عقائد کی رو سے سلمان رشدی ہے۔

2۔ یہ اقلیت فراڈولنٹ (فراڈیئے) ہیں اور دوسرا یہ unscrupulous ہیں۔ یعنی بے ایمان، ڈھیٹ اور ضدی ہیں۔

اس کے بعد بھی قادیانیوں کو اقلیتی کمیشن میں شامل کرنا توہین عدالت کے ضمرے میں بھی آئے گا کیونکہ آپ سپریم کورٹ کے متذکرہ بالا فیصلے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

سوال: پاکستان میں حکومتوں پر قادیانیوں کے اثر انداز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ پچاس سال سے ہم نے کشکول ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے اور وہ لے کر دنیا میں گھومتے ہیں۔ جب ہم کشکول لے کر گھومیں گے تو جو کشکول میں ڈالے گا وہ کچھ مطالبہ بھی کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی حکومت اقتدار میں آئی وہ ہمیشہ غیر مقبول ہوئی جب حکومتیں عوامی سطح پر غیر مقبول ہوتی ہیں تو انہیں باہر کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ جب غیر ملکی طاقت سہارا دیتی ہے تو وہ مفت میں نہیں دیتی۔ اس کے کچھ مطالبات ہوتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہماری ایلیٹ (اشرافیہ) نے انگریز کی تعلیمات کو دین وایمان سمجھا، اور اسی تعلیم کی بنیاد پر وہ پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر پہنچے۔ ان کے سامنے ختم نبوت کا معاملہ ایک غیر اہم سا معاملہ ہے۔ ان کے نزدیک ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کوئی کیا عقیدہ رکھتا ہے۔ ان کے مطابق مذہب کا سیاست سے کوئی تعلق ہی نہیں ہونا چاہیے اور حکومت کو سب سے ایک جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ اسی طرح کی سول بیوروکریسی نے ہر حکومت کا گھیراؤ کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باہر کی دنیا قادیانیوں کے مسئلہ کو کیوں اتنا اٹھا رہی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آج دنیا کو اللہ سے مسئلہ نہیں ہے بلکہ دنیا کو مسئلہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دنیا کو جو نظام دیا اس سے دجالی نظام کو خطرہ ہے اس لیے دجالی قوتیں اسلام اور آپ ﷺ کی دشمن بن گئی ہیں۔ انہوں نے ہر وہ کوشش کرنی ہے جس سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ لہٰذا وہ ان تمام عناصر کو سپورٹ کرتی ہیں جو اسلام اور پاکستان کے خلاف ہیں۔ وہ ان کو سپورٹ کرتی ہیں، ان کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ تاکہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو نقصان پہنچے۔

☆☆☆

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

شرمائیں یہود!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عیدالفطر کورونا وائرس اور المناک فضائی حادثے کے اثرات لیے ہوئے آئی اور ظاہر کی دنیا میں اداسی کی چادر اوڑھے دبے پاؤں گزر گئی۔ باطن کی دنیا میں یہ دن مہینہ بھر کی ایمانی محنتوں پر انعام کا دن تھا۔ فرشتوں کی ندا ان کے لیے آتی ہے جو زندگی کی حقیقت سے آشنا روزے اور تراویح کی عظیم عبادت اور تربیت کے لیے یکسو ہو کر ایمان واحتساب کے ساتھ فرض ادا کرتے ہیں۔ ’اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرما دی۔ پس تم اپنے گھروں کو کامیاب وکامران لوٹو! یہ عید کا دن، انعام کا دن ہے۔ اور اس دن کو (آسمان پر فرشتوں کی دنیا میں) ’انعام کا دن‘ کہا جاتا ہے۔‘ (ترغیب وترہیب کتاب العیدین)۔ اللہ ہماری مغفرت فرمادے۔ آمین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ریاست مدینہ میں پہلی عید اپنے ساتھ کفار قریش کے خلاف غزوۂ بدر، یوم الفرقان کی صورت فتح کی بے مثل خوشخبری لیے ہوئے آئی!

تقابل اپنی عید اور تصوراتِ عید کا 2 ہجری کی اس عید سے کر دیکھیے! ہمارے ہاں عید صرف ایک ثقافتی تہوار ہے۔ عیدِ آزاداں شکوہ ملک ودیں، عیدِ محکوماں ہجوم مومنین! ہماری کشکول زدہ عید کا گہنایا ہوا چاند، اس پر شکوہ، عظمت وشوکت کی حامل عید کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے۔ پہلے حکومت کے ہاتھ میں کشکول تھی۔ اب قوم کا ’احساس‘ کر کے حکمرانوں نے ہر غریب کے ہاتھ کورونا کشکول تھما دیا۔ عید تو رمضان کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسا رمضان ویسی ہی عید! صحابہؓ کے رمضان کفر کا سر توڑتے گزرے۔ بدر تا فتح مکہ، 8 ہجری کے رمضان میں بت شکنی اپنے عروج پر تھی! حضرت خالد بن ولیدؓ کا لشکر ’عزیٰ‘ کا بت خانہ، حضرت عمرو بن العاصؓ کا لشکر ’سواع‘ کا بت خانہ اور حضرت سعد اشہلیؓ کا لشکر ’منات‘ کا بت خانہ توڑنے بھیجے گئے۔ عید کے چاند پر تکبیر وتہلیل کے ترانے، اللہ کی کبریائی اور الوہیت قائم کرتے ہیں۔ وہاں یہ 21 سالہ قربانیوں، جاں گسل محنتوں، اطاعتوں کی سچائی میں گندھے ہوئے تھے۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیارا!

اب ذرا اسی تناظر میں پلٹ کر اپنے ہاں کا رمضان اور طلوع عید دیکھ لیجیے۔ حکومت نے کورونا کی آڑ میں رمضان کے لیے جو پیش بندی اہتمام فرمائے، اس میں حتیٰ الوسع مساجد بند کرنا، تراویح اور نماز باجماعت سے قوم کو محروم کرنا سرفہرست تھا۔ متبادل کے طور پر وزیراعظم نے بقول ان کے، ’اسلامی‘ کلچر اور اقدار پڑھانے کو ترکی ڈرامے کے ساتھ رمضان کی راتیں گزارنے کا اہتمام کیا۔ یکم رمضان سے چلنے والا یہ ڈرامہ 24 لاکھ پاکستانیوں نے تو صرف یوٹیوب پر دیکھا۔ ڈرامہ بینی کے اگلے پچھلے ریکارڈ ٹوٹے۔ شیطان بندھنے سے پہلے (بنی گالہ کے کچے گوشت کے آخری ضیافتی تھال صاف کر کے) قوم کا رمضان بے نور کرنے، گھر گھر سے ایمان کی روح سلب کرنے کا جو نسخہ پھونک گیا تھا، وہ حسب ہدایت پورا ہوا۔ مقبولیت کے ریکارڈ توڑنے کے ساتھ اداکاروں کے کوائف بھی دیے جاتے رہے۔ نیم برہنہ، حرافہ اداکارہ، سالہا سال سے یہ دونوں مرد وزن باہم ’دوست‘ ہیں۔

سبق اس جہادی اسلامی ڈرامے (شراب پر زمزم کا لیبل) کا یہ ہے کہ اسلام صرف ڈرامہ کرنے کو ہے۔ حقائق کی دنیا میں جہادی لٹریچر (قرآن حدیث پر مبنی احکام جہاد کی کتب ہوں یا تاریخ جہاد کے ہیروز پر مبنی) رکھنا جرم ہے۔ دنیائے کفر کے خلاف قصد جہاد، دہشت گردی ہے۔ پولیس مقابلوں میں مارے جانے کے لائق ہے۔ البتہ رمضان میں ہالی ووڈ نما کردار کے مالک نام نہاد مسلمان ڈرامہ باز تلواریں لہراتے 3 براعظموں پر مسلم حکمرانی کرنے والی سلطنت عثمانیہ کا قیام دکھا کر رمضان کی بیش بہا راتیں ضائع کروا دیں تو یہ سودا منظور ہے! نوجوان نسل کی دینی تباہی ایف اے ٹی ایف اور آئی ایم ایف کے ایجنڈوں کے تحت مطلوب ہے۔ نصابوں کا تیا پانچا کرنے کو امریکی کمیشن برائے مذہبی آزادی کے تحت کارفرما این جی او، ’امن اور تعلیم‘ کے نام پر ہمارے عقائد اور تاریخ پر مزید چرکے لگا رہی ہے۔ جہاد کا دل بہلاوا ڈراموں سے کرو۔ برسرزمین وحید الدین خان کا ترجمہ قرآن اور غامدی اسلام جہادی آیات بارے یہ پڑھا رہا ہے کہ یہ پچھلی تاریخ سے متعلق ہیں، آج ’جہاد پرامن کوششوں کا نام ہے‘! ’قرآن قانونی کتاب نہیں ہے، ایک دعوتی کتاب ہے۔‘ (اس لیے قانون چرچ آف انگلینڈ کی خلافت کے تحت ملکہ برطانیہ کا چلے گا۔ دشمن کی گولی اور میزائل کا جواب قلم اور دلیل سے دیا جائے گا۔)

لاہور گرائمر اسکول میں ہمارے ننھے بچوں کے نصاب میں منائے جانے والے دن اہتمام سے پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس میں (سبھی نجی اسکولوں، تعلیمی اداروں میں) پڑھائے سکھائے منائے جانے والے ویلنٹائن ڈے، سال نو، کرسمس، ہیلووین، ہر بچے کی سالگرہ پر مزید ایک دن کا اضافہ ’گائے فوکس ڈے‘ کا ہے۔ اور اسی سے نتھی ’بون فائر نائٹ‘۔ یہ گائے فوکس نامی کیتھولک آمادہ بہ دہشت گردی کا 1605ء میں لندن میں پارلیمنٹ اور بادشاہ کو اڑا دینے میں ناکامی کا دن ہے جو ہمارے بچوں کو پڑھانا کیوں ناگزیر ہے، وزیراعظم ہی بتا سکتے ہیں۔ (ان کے اپنے جگر گوشے برطانیہ میں یہودی ننھیال میں پل رہے ہیں) ہم تو، مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں، کے سوا کہہ ہی کیا سکتے ہیں۔ قرآن سے اس قوم کو (ناظرہ پڑھ کر مطمئن ہو رہنے کے سوا) تعلیمات احکامات کے حوالے سے قابل رحم، افسوس ناک حد تک نابلد رکھا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں 16 رکوع بنی اسرائیل کی حدشکنی کے ہر پہلو کو ہمارے سامنے رکھ کر تنبیہات کی گئیں ہیں کہ تم ایسے نہ ہو جانا۔ آج ہم عین انہی کے نقش قدم پر اللہ کا ہر حکم توڑنے پر کمربستہ ہیں۔ ہماری لکڑ ہضم مسلمانی پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ سبت کے احکام توڑنے پر ان کا انجام تک بتا دیا۔ ہم نے پڑھا ہوتا تو نماز جمعہ کی بندش پر لرزتے۔ ٹرمپ نے چرچ کھولنے کو کہا کہ یہ وقت دعا ہے۔ جرمنی نے مسلمانوں کی نماز کے لیے اپنے گرجے کھول دیے۔ مگر ہمارے والوں کا حال دیکھنا ہو تو عمرانی ریاستِ مدینہ میں تابوت کا آخری کیل ٹھونکنے کو وزیر سائنس فواد چودھری موجود ہیں۔ آٹھویں جماعت کی کتاب سے کچھ سائنسی ٹامک ٹوئیاں مار کر پورے دھڑلے سے فواد چودھری رؤیت ہلال پر چڑھ دوڑے۔

29 رمضان کو نامعقولیت کی ساری حدیں توڑ کر دن دہاڑے چاند کا باضابطہ اعلان فرما دیا۔ رؤیت ہلال

کمیٹی کے دائرہ کار میں جا گھسے۔ (کانچ کی دوکان میں اندھے بیل کی مانند) یاد رہے کہ موصوف کا سائنس ٹیکنالوجی سے تو دور پار کا بھی علمی، عملی واسطہ نہیں۔ تعلیم اور پیشے کے اعتبار سے وہ صرف ایک (غیر معروف) وکیل ہیں۔ قبل ازیں وینٹی لیٹر بنانے کی بھاری بڑھک مار کر اس پر محنت کرنے کی بجائے اب چاند پر چڑھ دوڑے۔ علماء نے بجا طور پر سخت نوٹس لیا۔ حکومت بھلے وکیل سے سائنس ٹیکنالوجی کی وزارت میں جھاڑو پھروا لے لیکن دین کو معاف رکھے۔ یہ طبقہ وہ ہے جو ذہنی اعتبار سے 10 سال سے کم عمر ہے جبھی تو ان کے ہاں (الا ماشاء اللہ) نماز، روزہ بھی فرض نہیں۔ کھیلن کو مانگیں چاند، وہ بھی عید کا! قوم کے لاکھوں افراد کا ایک دن کا روزہ اپنے ہاتھ میں لے کر کھیلنے والے سے درخواست ہے کہ وہ اپنے محبوب وممدوح رنجیت سنگھ کی قوم کے لیے کرتار پورہ جا بیٹھیں، انہیں راہ دکھائیں، حکم سنائیں جو سنانا چاہیں، ہمیں معاف فرمائیں۔ حکومت کا وزارت کا میرٹ سیاسی خاندانوں سے ہونا ہے جیسا کہ یہ حضرت ہیں۔ عقل ودانش کا جس کوچے سے کوئی گزر ہی نہیں۔

اس کے مقابلے میں ٹرمپ کا عید پر بیان ملاحظہ ہو، وہ بھی مقابلتاً سیانا لگے گا۔ ٹرمپ نے کہا: 'اس مرتبہ ہمیشہ سے بڑھ کر ہمیں یہ یاد دہانی ہوئی ہے کہ اعتماد افزا امن وسکون، اٹھا کھٹرا کرنے والی محبت اور دل خوش کن رفاقت مذہب ہی ہماری زندگی میں لاتا ہے۔' کورونا سے ڈسے ہوئے مغربی ممالک نے مقامی ٹیلی ویژن اور سوشل میڈیا پر عید خطبوں کو جگہ دی۔ سائنس وٹیکنالوجی کی گھگھی کورونا کے آگے بندھی ہوئی ہے۔ اللہ نے بات سمجھانے، حجت تمام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کتنا بڑا سبق طیارے کے المناک حادثے میں مضمر ہے۔ اللہ کے فیصلوں اور تقدیر کے مقابل انسان کتنا بے بس ہے۔ ساری مہارت، تجربہ کاری، دانائی، نیک نیتی اور نیکی کے باوجود، سائنس بے بسی سے دم توڑ دیتی ہے خالق کے حکم کے روبرو۔ ہر وہ فرد جس کے لیے حکم لکھا تھا لندن میں تھا یا کہیں اور......... خود اپنے قدموں سے چل کر آن حاضر ہوا۔ مگر ان حضرت کے کان پر جوں نہ رینگی۔ ہلال عید سے کھیلنے چل دیے۔ وزیر سیاسی روابط شہباز گل نے بھی ان کی تائید فرما دی۔ ٹوکے جانے پر فواد چودھری وزیر اعظم کی سند لے آئے۔ بات صرف اہل ایمان کی نہیں، ان کا جہل اللہ کے غضب کو پکارنے پر تلا جاتا ہے جس سے ہم لرزتے ہیں۔ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

قادیانیت: آئین وقانون کی نظر میں

چوہدری اشتیاق احمد خان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

حضرت محمد مصطفی ﷺ، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ پوری ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے کافر، مرتد، زندیق اور گستاخ رسول ﷺ ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام ایک خط میں فرمایا تھا: قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ لاہور ہائیکورٹ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ میں لکھا: مرزا قادیانی نے محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی، جنہوں نے اس کے نبوت کے دعویٰ کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا خود کاشتہ پودا ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود محمد رسول اللہ ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں، تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں: (پی ایل ڈی، 1987ء لاہور 458)۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد وعزائم کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت (پیپلز پارٹی) نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974 کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 106(2) اور 260(3) میں اس کا اندراج کر دیا۔ جمہوری نظامِ حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دنیا کی تاریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا۔ اسمبلی میں اس کے بیان کے بعد حکومت کی طرف سے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے قادیانی عقائد کے حوالے سے اُس پر جرح کی جس کے جواب میں مرزا ناصر نے نہ صرف مذکورہ بالا تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ باطل تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی، پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں۔ قادیانیوں نے آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا جسے وفاقی شرعی عدالت نے اپنے تفصیلی فیصلے (PLD 1985 FSC 8) میں لکھا کہ اس اعلان کے نتیجے میں، جو مسلمانوں کے متفقہ مطالبے پر منظور ہوا تھا، قادیانیوں کے لیے روا نہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے یا اپنے تصور اسلام کی، حقیقی اسلام کے طور پہ اشاعت کرتے۔ لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی اشاعت کے ذریعے نیز انفرادی طور پر مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب کی آزادانہ تبلیغ کرتے ہوئے غیظ وغضب کا باعث بنتے رہے۔

قادیانی اس فیصلے کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے نہ صرف آئین کے باغی ہیں بلکہ اُلٹا وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے پانچ رکنی بینچ نے اپنے ایک فیصلے میں لکھا ہے کہ قادیانیوں نے الٹا مسلمانوں کو غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اپنے آپ کو ایسی جماعت کی جگہ، جس میں قرآن کریم کی محبت اور عقیدت سب سے بلند ہے، امت مسلمہ قرار دے لیا ہے۔ یہ برداشت نہیں کیا جا سکتا اور غیر مسلموں کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ امت کا شیرازہ بکھیر کر مسلمانوں کے حقوق اور مراعات پر غاصبانہ قبضہ کر لیں (PLD 1985 FSC 8)۔ لاہور ہائیکورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں لکھا ہے قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں۔ یہ چیز خود ان کے طرز عمل اور عقائد سے ثابت ہے، وہ خود کو مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ (PLD 1992 Lahore 1)

قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال اور اس کی توہین سے روکنے کے لیے 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور اپنے مذہب کے لیے اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس آرڈیننس کے ذریعہ تعزیرات پاکستان میں دو نئی دفعات 298/B اور 298/C کا اضافہ کیا گیا ہے

298/B بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے مخصوص القاب اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

1۔قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفۃ المومنین خلیفۃ المسلمین صحابی ؓ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہلِ بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

2۔قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

298/C قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے تو اس کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔یہ جرم قابل دست اندازی پولیس اور نا قابل ضمانت ہوگا۔

قادیانیوں نے ان پابندیوں کو وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت نے یادگار اور تاریخی فیصلہ دیا جس کی قادیانیوں کی طرف سے دائر کردہ اپیل سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بینچ نے خارج کر کے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ وفاقی شرعی عدالت نے آرڈیننس کے بارے میں لکھا کہ اس سوال پر ہم غور کر چکے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہر دو عقیدوں کے قادیانی مسلمان نہیں ہیں، بلکہ غیر مسلم ہیں۔لہٰذا آرڈیننس انہیں اپنے آپ کو ایسا کہلانے سے روکتا ہے جو وہ نہیں ہیں۔کیونکہ ان کو جھوٹ موٹ مسلمان ظاہر کر کے کسی شخص، خصوصاً امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔۔۔۔۔۔اہل بیت کی اصطلاح بھی جیسا کہ کئی احادیث سے واضح ہوتا ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد کے لیے مخصوص ہے۔ایسے اشخاص جو مسلمان نہیں یا جو مسلمان نہیں تھے ان کو اس نام سے نہیں پکارا جا سکتا۔قادیانیوں کی طرف سے مرزا صاحب کے افرادِ خاندان کے لیے ایسے نام کا استعمال زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔وہ اوصاف جن سے رسول اللہ ﷺ کے افرادِ خاندان متصف تھے وہ کسی اور شخص میں موجود نہیں ہو سکتے، اس لیے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ مسلمانوں نے اس توہین کا برا منایا۔اس اصطلاح کے استعمال سے امن وامان کی صورت حال خراب ہوتی ہے۔لہٰذا یہی امت کے مفاد میں تھا کہ اس کے استعمال کو فوجداری جرم قرار دے کر قادیانیوں کو اس کے استعمال سے منع کر دیا جائے۔(PLD 1985 FSC 8) ۔

اس کے باوجود قادیانی خود کو مسلمان کہنے اور شعائر اسلامی کے استعمال سے باز نہیں آئے۔قادیانی 298-B پی پی سی میں مخصوص کیے گئے الفاظ کے علاوہ دیگر شعائر اسلامی اور کلمات کا استعمال آزادی سے کرتے رہے، جسے اعلی عدالتوں نے منع کیا کہ قادیانی کوئی بھی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح وہ مسلمان ظاہر ہوتے ہیں جو قانون کے مطابق ممنوع ہے۔ننکانہ صاحب کے چند قادیانیوں نے اپنے ہاں شادی کے لیے ایک دعوتی کارڈ شائع کیا جس میں شعائر اسلامی کا استعمال کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادی کارڈ کسی غیر مسلم کا نہیں بلکہ مسلمان کا ہے۔مثلاً نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اسلام علیکم۔ نکاح مسنونہ وغیرہ کے الفاظ وغیرہ لکھوائے۔ ان قادیانیوں کے خلاف شعائر اسلامی کے استعمال کے جرم میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ قادیانیوں نے اس مقدمہ میں ضمانت کے کیس میں لاہور ہائیکورٹ میں موقف پیش کیا کہ قانون قادیانیوں کو صرف ان مخصوص الفاظ کے استعمال سے روکتا ہے جو دفعہ 298-B پی سی پی میں درج ہیں نہ کہ دوسرے کلمات جو دعوت ناموں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ لاہور ہائیکورٹ نے اپنے فیصلے (1992 Pcr LJ 2346) مورخہ 02 اگست 1992ء میں لکھا کہ فاضل وکیل درخواست دہندگان کی اس دلیل میں کوئی وزن نہیں ہے کہ قادیانیوں کے صرف 298-B پی سی پی میں مخصوص کیے گئے الفاظ کے استعمال سے روکا گیا ہے اور یہ کہ انہیں (قادیانیوں کو) شعائرِ اسلام اور دیگر کلمات، جنہیں مسلمان استعمال کرتے اور دعوت ناموں پر لکھتے ہیں، استعمال کرنے کی آزادی ہے۔

اسی نوعیت کے ایک دوسرے کیس میں لاہور ہائیکورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا شادی کے دعوت نامے پر سرسری نظر ڈالنے سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی طرف سے شائع اور تقسیم کیے گئے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ 298-B پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہ کلمات یا شعائرِ اسلام استعمال کریں جو عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ (قادیانی) اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں، جو قانون کے مطابق ممنوع ہے لاہور ہائیکورٹ۔(1992 PCR. LJ 2351) ۔

بالآخر قادیانیوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ جو جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری، جناب جسٹس شفیع الرحمن، جناب جسٹس محمد افضل لون، جناب جسٹس سلیم اختر، جناب جسٹس ولی محمد خاں پر مشتمل تھا، نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں اطراف سے دلائل و براہین دیئے گئے۔اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔فاضل جج صاحبان نے جب قادیانی عقائد پر نظر دوڑائی تو وہ لرز کر رہ گئے۔فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ دھوکہ باز کو روکنے سے اس کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔(بقیہ صفحہ 18 پر)

منزل کی تلاش

محمد آصف احسان

ہر انسان کو کامیاب زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ ہر کوئی آسودہ حالی اور نیک نامی کی آرزو کرتا ہے، عقل و شعور رکھنے والا کوئی شخص بھی ابتلا اور بے کسی کی تمنا نہیں کرتا۔ سوال یہ ہے کہ کامیاب زندگی کسے کہتے ہیں؟ برتری اور شادمانی کا مفہوم کیا ہے اور تاریخ کے صفحات پر انمٹ نقوش چھوڑنا کیونکر ممکن ہے؟ دنیا میں بیشتر لوگوں نے اپنی افتادِ طبع اور سمجھ کے مطابق ان سوالوں کے جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ مذہب کے پیروکار دلیل لائے کہ تقرب اور روحانیت کے درجات نجات کی ضمانت ہیں۔ پادشاہوں نے گمان کیا کہ فتوحات کی کثرت اور قلمرو کی وسعت زمانے میں امر ہونے کے لیے لازمی ہے۔ فلاسفہ نے جوہر و عرض اور علت و معلول کے مباحث کو سرمایۂ حیات سے تعبیر کیا۔ علم الکلام میں ید طولیٰ رکھنے والوں نے رائے دی کہ جبر و قدر اور صفات باری تعالیٰ کی حقیقت جاننا انسان کی اصل غایت ہے۔ اہلِ نشاط نے کہا کہ نیم باز لبوں کا خمار اور گداز بدن کا سحر آمیز لمس زندگی کا ماحصل ہے۔ غرضیکہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

انسانوں کی اکثریت اپنے نظریات کی اسیر اور علم کی پُجاری ہے۔ بسا اوقات اپنی تدبیر پہ ناز کرتی اور فراست پہ اِتراتی ہے۔ لوگ کبھی مال کی فراوانی، کبھی سلطنت کی فراخی، کبھی حسن کی رعنائی اور کبھی نزاکت کے بانکپن پر غرور کرتے ہیں۔ مؤرخ کا قلم غیر جانبدار ہو تو تاریخ کی کتابوں میں درج ایک مصرع پوری غزل لکھنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس کی عمر بیس سال تھی جب یونان کے شمالی شہر مقدونیہ میں تخت نشیں ہوا۔ وہ ممتاز یونانی فلسفی اور مفکر ارسطو کا شاگرد تھا۔ بارہ سال تک مقدونیہ اس کا پایہ تخت رہا۔ اس دوران میں اس نے عظیم ترین سلطنت کی بنیاد رکھی جو یونان کے محلّات سے لیکر ہندوستان کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ جی ہاں، آپ نے درست اندازہ لگایا۔ یہ سکندر اعظم کی داستان ہے۔ وہ اپنے پورے دورِ حکومت میں ناقابل شکست رہا۔ اس کا نام رعب اور دبدبے کی علامت تھا۔ سکندر محض بتیس سال جیا اور 323 قبل مسیح میں اس کا بابل میں انتقال ہو گیا۔ چشمِ فلک کی بے اعتنائی اور حالات کی ستم ظریفی دیکھیں لگ بھگ آدھی دنیا پر پوری شان و شوکت سے حکومت کرنے والا پادشاہ کہاں دفن ہے، کسی کو خبر بھی نہیں جس کا سکہ مشرق سے مغرب تک رواں تھا۔ آج اس کی قبر ہی بے نام و نشان ہے۔

منگولیا سلطنت کا بانی چنگیز خان تاریخ کے مشہور و معروف مگر بے رحم فاتحین میں سے ایک تھا۔ اس کے وار کو سہنا اور حملے کی مزاحمت کرنا ناممکن تھا۔ 18 اگست 1227ء کو چنگیز خان نے چین میں وفات پائی۔ اس کے جنازے میں شریک ہونے والے افراد کی تعداد دو ہزار تھی۔ چنگیز خان کے آٹھ سو فوجیوں نے جنازے کے بعد ان دو ہزار لوگوں کو قتل کر دیا اور ازاں بعد سب نے اس لیے خودکشی کر لی کہ قبر کا مقام پوشیدہ رہے۔ آج کسی کو معلوم نہیں چنگیز خان کہاں دفن ہے؟ بنو امیہ کی تاریخ حجاج بن یوسف کے بغیر ادھوری ہے اس کا دور جنگ و جدال اور قتل و غارت سے عبارت تھا۔ تاریخی روایات کے مطابق حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو بے دریغ قتل کیا۔ چھ ماہ تک مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے منجنیقوں سے سنگ باری کرتا رہا جس سے کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ حجاج نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ تدفین کے بعد اس کی قبر کے نشانات مٹا دیے جائیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ بیس سال تک عراق کا گورنر رہنے والا حجاج جو اپنے دور میں ہیبت اور موت کا دوسرا نام تھا، کسی نامعلوم مقام پر مدفون ہے۔ سکندر اعظم، چنگیز خان اور حجاج بن یوسف، تاریخ عالم کی شہرت یافتہ شخصیات، لاکھوں کروڑوں معمولی اور غیر معروف لوگوں کی طرح رزق خاک ہوئے اپنے دور کے شاہین، پرواز سے تھک کر یوں گرے کہ دم ہی توڑ گئے۔

زیرک انسان اپنی اور دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھتا ہے۔ زندگی با مقصد ہو تو جینے کا مزہ ہی اور ہے مال و اولاد اور اختیار و منصب کی آرزو کرنا برائی نہیں لیکن یہ سب کامیابی کی ضمانت بھی نہیں۔ تاریخ میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے جو غُربت و بے نامی کی زندگی گزارتے تھے لیکن انانیت کی گندگی سے پاک اور ایثار و محبت پر یقین رکھتے تھے۔ کم مانگتے اور زیادہ دیتے تھے ان کی خواہشات محدود تھیں اور اسی لیے زندگی پر سکون تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ عمرہ کی ادائی کے لیے مدینہ سے مکہ کا قصد کیا تو سب کا شوق اور ولولہ دیدنی تھا کہ ہجرت کو کئی سال ہو چکے تھے۔ جائے منزل پر پہنچے تو مشرکینِ مکہ نے ہتک آمیز رویہ اپنایا اور عمرے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر ببول کے درخت تلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار ساتھی بیعت کی غرض سے جمع ہوئے۔ کبار صحابہؓ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو سنان اسدی ؓ کہتے ہیں کہ پورے مجمع میں بیعت کے لیے سب سے پہلے میں نے ہاتھ بڑھایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”بیعت کرنے کے بعد تم کس چیز کی پاسداری کرو گے؟“ میں نے جواب دیا کہ ہر اس چیز کی جو آپ ﷺ کے دل میں ہے۔ دیگر صحابہؓ بھی ایسے ہی جذبات و خیالات کے حامل تھے خلوص و وفا اور صدق و جلا کے پیکر۔ قرآن حکیم کی آیت نازل ہوئی: ”جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں

انس بن نضر ؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا تھا۔ ہجرت کے دوسرے سال نبی اکرم ﷺ نے غزوہ بدر کے لیے کوچ کیا۔ انس ؓ آپ کی روانگی سے بے خبر رہے اور اس وجہ سے بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ مسلسل آزردگی اور ندامت کا شکار رہتے کہ پہلے غزوے میں شرکت سے محروم رہا۔ انس ؓ نے اللہ سے عہد کیا کہ آیندہ موقع ملا تو پچھلی ساری کسر نکال دیں گے۔ اگلے سال غزوہ اُحد میں جنگی چالوں پر صحیح طرح سے عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وقتی طور پر شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

دستے منتشر ہو رہے تھے۔اسی اثنا میں انس بن نضرؓ ننگی تلوار تان کر مشرکین کی طرف لپکے۔راستے میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے۔

سعدؓ نے پوچھا:’’کدھر کا قصد ہے؟‘‘
انسؓ نے جواب دیا:’’ لشکرِ کفار کا‘‘۔

سعدؓ نے کہا’’ادھر تو موت ہے‘‘۔

انسؓ بولے: اللہ کی قسم! مجھے اُحد پہاڑ کی دوسری جانب سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔‘‘ یہ کہا اور مشرکین پر ٹوٹ پڑے۔ انسؓ جنگ آزمودہ اور شمشیر زنی کے ماہر تھے۔ چناں چہ چشمِ زدن میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔کفار نے جمع ہو کر دھاوا بول دیا۔انسؓ بے جگری اور شجاعت کی داستان رقم کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔آپ کے جسم پر 80 سے زیادہ تلواروں اور نیزوں کے زخم تھے شہادت کے بعد لاش ناقابل شناخت ہو چکی تھی۔بہن نے انگلی کے نشانات سے پہچانا۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا:’’اہل ایمان میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کر دیا تو ان میں سے کچھ اپنی نذر کو وفا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور کچھ موقع کے منتظر ہیں۔‘‘

طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انھیں کے جگر میں

دنیا امتحان گاہ ہے۔یہاں آزمائش سے فرار ممکن نہیں۔کسی کو دولت سے آزمایا جاتا ہے اور کسی کو فقر سے، کسی کے لیے اولاد آزمائش ہے اور کسی کے لیے بانجھ پن، کسی کو صحت و عافیت سے پرکھا جاتا ہے اور کسی کو اذیت و بیماری سے۔ کامیاب وہی ہے جو اپنے ایمان اور عقیدے کی سلامتی کے ساتھ رخصت ہو جائے۔مخلوق خالق سے جا ملے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہے۔

آج ایک معمولی وائرس کی وجہ سے دنیا کتنی خوفزدہ ہے۔مسلم دنیا بھی اس خوف سے آزاد نہیں۔حالانکہ ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے۔پھر خوف کیسا؟

اصل میں یہ خوف وائرس کا نہیں بلکہ اپنے اعمال کا ہے جو صرف اپنی دنیا کے لیے ہیں جبکہ اصل منزل کو ہم بھولے ہوئے ہیں ورنہ جو بھی مسافر منزل تک پہنچنا چاہتا ہے وہ اپنی تیاری مکمل رکھتا ہے اور اسے منزل تک پہنچنے کی جلدی بھی ہوتی ہے۔

تنظیمِ اسلامی

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

قرآن اکیڈمی (لاہور، کراچی، فیصل آباد، ملتان اور اسلام آباد) کے بعد امسال

دار الاسلام، مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ لاہور میں

رُجوع الی القرآن کورس

کا آغاز کیا جا رہا ہے

دورانیہ : 9 ماہ

اہلیت: انٹرمیڈیٹ (مرد و خواتین)

یہ کورس بنیادی طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جو اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی گرامر سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں، اس کورس کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔

نصاب

1 عربی گرامر (صرف و نحو)
2 ترجمہ و ترکیب قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3 سیرت النبی ﷺ
4 قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
5 فکرِ اسلامی
6 حدیث و اصطلاحات حدیث
7 بنیادی فقہی مسائل
8 تجوید و ناظرہ
9 خصوصی محاضرات

(مبادیات و تعارفِ اقبالیات، تاریخ اسلامی، فلسفہ، فکرِ جدید، سیاسیات، سوشیالوجی، اسلامی معاشیات وغیرہ)

Online رجسٹریشن جاری ہے
tanzeem.org/activities/education/ruju-ilal-quran/

انٹرویو
29 جون 2020 (صبح 08:30 بجے)

ان شاء اللہ
کلاسز کا آغاز 30 جون 2020 (صبح 8:15 بجے)

ایامِ تدریس: پیر تا جمعہ

اوقاتِ تدریس: صبح 8:15 تا 12:45 بجے

رابطہ: 0300-4201617 (ملک شیر افگن)
(042)35473375-79

• بیرون لاہور رہائش رکھنے والوں کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے

دار الاسلام مرکز تنظیمِ اسلامی
23KM ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور
ای میل: riqc@tanzeem.org
ویب: www.tanzeem.org

مسلم دشمنی میں بھارت امریکہ گٹھ جوڑ

تحریر: وسیم احمد باجوہ

بھارت تقریباً 80 فیصد ہندوؤں 15 فیصد مسلمانوں اور 5 فیصد دیگر مذاہب کی آبادی پر مشتمل ملک ہے۔ بھارت دُنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور سیکولر اسٹیٹ ہونے کا دعوے دار تو ہے لیکن عملاً نریندر مودی کا دوسرا دورِ حکومت وہاں بسنے والی اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن چکا ہے۔ پورے بھارت میں مذہبی انتہا پسندی اس وقت عروج پر ہے۔ گائے ذبح کرنے یا اس کا گوشت کھانے کے محض شبے پر بھی مسلمانوں کو وحشیانہ تشدد کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ بھارتی آئین کا آرٹیکل 48 بھارت میں گائے کو مقدس قرار دیتا ہے اور اس کی بے حرمتی پر سخت ایکشن لینے کی ہدایت بھی کرتا ہے لہٰذا اب تک 21 صوبوں میں اس حوالے سے قوانین اور سزائیں لاگو ہو چکی ہیں۔ دہلی کے علاقے بھوانہ اور ہریانہ کے ضلع حصار میں بلوائیوں کے جان لیوا حملوں اور تجارتی لین دین کے بائیکاٹ کی دھمکیاں دے کر 40 مسلمان گھرانوں کے تقریباً 250 افراد کو زبردستی ہندو مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ غازی پور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اذان دینے پر پابندی عائد کر دی تھی۔ مجسٹریٹ کے اس فیصلے کو مقامی مسلمانوں نے اِلہ آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تو الہ آباد ہائی کورٹ کے دو ججوں ششی کانت گپتا اور اجیت کمار پر مشتمل بینچ نے مسلمانوں پر کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاؤڈ سپیکر کے بغیر اذان دینے کی اجازت تو مرحمت فرمائی لیکن اپنے فیصلے میں ریمارکس دیے کہ اذان دین اسلام کا لازمی حصہ اور ضروری جز تو ہو سکتا ہے لیکن لاؤڈ سپیکر ہرگز اسلام کا ضروری جز نہیں ہے۔ دوسری طرف کشمیر میں مسلمانوں کی نسل کشی مسلسل جاری ہے۔ بھارتی آئین سے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے بعد 5 اگست 2019ء سے وادی کشمیر میں مکمل لاک ڈاؤن ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی تمام سیاسی قیادت قید یا نظر بند ہے۔ میڈیا، انٹرنیٹ اور موبائل فون پر پابندیاں عائد ہیں۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے کاروباری سرگرمیاں معطل ہیں۔ بھارتی فوج کشمیر میں پھلوں کے باغات کو برباد کر کے کشمیریوں کو معاشی طور پر مفلوج کر رہی ہے۔ مسلسل لاک ڈاؤن اور کرفیو جیسی پابندیوں کے باعث کشمیری اپنے شہدا کو گھروں میں دفنانے پر مجبور ہیں۔ پوری دنیا کے کشمیری مسلمان اور حکومت پاکستان بھارتی مظالم کے خلاف دنیا بھر میں سیاسی، اخلاقی اور سفارتی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن بھارتی حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ اقوام عالم بھی مسلمانوں کی پچھلے 9 ماہ سے جاری مسلسل آہ و بکاہ کا کوئی نوٹس نہیں لے رہیں۔ سپریم کورٹ آف انڈیا نے تاریخی بابری مسجد کے بارے میں 27 سال کے طویل انتظار کے بعد ہندوؤں کے حق میں ایسا متنازعہ فیصلہ دیا ہے جس سے بھارت سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل چھلنی ہیں۔ کورٹ کے اِسی متنازعہ فیصلے کی روشنی میں رام مندر کی تعمیر کا آغاز زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ نریندر مودی نے اپنے انتخابی منشور میں کیے گئے وعدے کے مطابق اپنے دوسرے دورِ حکومت میں مسلمانوں کے خلاف بھارتی شہریت ایکٹ (C.A.A) اور نیشنل رجسٹر آف سٹیزنز (N.R.C) جیسے ظالمانہ قوانین متعارف کروائے ہیں جس کی وجہ سے صدیوں سے بھارت میں بسنے والے مسلمان آج وہاں اجنبی بن چکے ہیں۔ اس پر مستزاد بھارت کے مختلف شہروں کی مساجد کو کرونا وائرس کے پھیلاؤ کا ''ہاٹ سپاٹ'' قرار دے کر ظلم و تشدد کی انتہا کی جا رہی ہے۔ کرونا وبا سے متاثرہ مسلم آبادی کو ہسپتال میں علاج معالجے کی سہولتیں نہیں دی جا رہیں۔ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی اس مہلک کرونا وبا کے دنوں میں بھارت کے ایسے گھناؤنے اقدامات پر پاکستان کی مذہبی جماعتیں، حکومتی حلقے، ایمنسٹی انٹرنیشنل، ریڈ کراس اور دنیا بھر میں پھیلی انسانی حقوق کی چیمپئین تنظیمیں کیوں خاموش ہیں؟

قارئین! بیان کردہ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں سیکولر بھارت اور شائنگ انڈیا کا اصل چہرہ اور حقیقی تعارف کھل کر دنیا کے سامنے آ جانا چاہیے کہ ہندوستان اب وہ ملک بن چکا ہے جسے صحیح معنوں میں ہٹلر کے پیروکار نریندر مودی اور اس کی جماعت (RSS) نے مسلمانوں کے قتل عام کے لیے فسطائیت کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ بھارت میں دن بدن بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا انتہائی تشویش کا باعث ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ RSS اور ہندتوا گروپوں سمیت بھارت کی دیگر انتہا پسند جماعتیں مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں لیکن بھارتی حکومت اور اس کی تمام لا انفورسمنٹ ایجنسیاں مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان انتہا پسندوں کی پشت پناہ اور سہولت کار بنی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف نسلی تعصب اور اسلام مخالف اقدامات سے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لیے بھارت پھر کسی نئے ''فالس فلیگ'' آپریشن کا ڈرامہ بھی رچا سکتا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان اپنے حالیہ بیانات میں دو دفعہ ایسی ممکنہ بھارتی شرانگیزی کی نشاندہی کر چکے ہیں۔ قارئین! یہ تو بھارت کے اندرونی حالات کی بپتا ہے۔ بیرونی سطح پر امریکہ، اسرائیل اور بھارت پر مشتمل شیطانی ٹرائیکا پوری پلاننگ اور جانفشانی کے ساتھ پاکستان اور اسلام دشمن پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ امریکہ اور طالبان افغانستان کے درمیان طویل مدتی مذاکرات کے نتیجے میں طے پانے والے معاہدے کے باوجود امریکہ اور افغان حکومت پوری دیانت داری اور سنجیدگی سے اس معاہدے پر عمل درآمد نہیں کر رہے۔ اور امریکی رویے سے یہ بات بہت حد تک واضح ہو چکی ہے کہ امریکہ شرافت سے مسئلہ افغانستان حل نہیں ہونے دے گا۔ ایک طرف زلمے خلیل زاد طالبان افغانستان کو بھارت سے مذاکرات کا مشورہ دے رہے ہیں اور دوسری طرف امریکی پشت پناہی پر اسرائیل مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی ناجائز کارروائیوں کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ لیکن وہاں طالبان افغانستان بھی دو عشروں پر محیط جنگ کے بعد عالمی شیطانی اور دجالی قوتوں کے مکروفریب سے پوری طرح آگاہ ہو چکے ہیں لہٰذا قطر میں افغان طالبان کے سیاسی دفتر کے سینئر راہنما اور ان کی مذاکراتی ٹیم کے اہم رکن جناب شیر محمد عباس تانکزئی نے ایک حالیہ انٹرویو میں زلمے خلیل زاد کے شیطانی مشوروں اور بھارت کے گھناؤنے کردار کو بے نقاب کرتے ہوئے

بڑے واضح انداز میں کہا ہے کہ بھارت نے گزشتہ 40 سالوں میں ہمیشہ افغانستان میں غداروں کا ساتھ دیا ہے۔ ان کی یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ 9/11 حملے کے بعد جب امریکہ نے نیٹو فورس کے ساتھ مل کر افغانستان پر چڑھائی کی تو انڈیا نے اسلام اور طالبان دشمنی میں امریکہ کا کھل کر ساتھ دیا آغاز میں شمالی اتحاد کو مکمل لاجسٹک سپورٹ دی جن کی معاونت اور زمینی مدد کی وجہ سے امریکہ کو افغانستان میں قبضہ جمانے میں آسانی ہوئی۔ پاک افغان سرحد پر درجن سے زائد قونصل خانے کھولے جن کا واحد مقصد پاکستان میں ''را'' کے ایجنٹوں کے ذریعے دہشت گردی کے نیٹ ورک کو منظم اور متحرک کرنا تھا پھر چاہ بہار بندرگاہ کے ذریعے طالبان افغانستان کے خلاف امریکی اور نیٹو فورسز کے لیے سہولت کار کا رول ادا کرتا رہا۔ ایسے گھناؤنے کردار کے حامل ملک سے کم از کم طالبان افغانستان تو دھوکہ نہیں کھا سکتے۔ امریکہ جنوبی ایشیا میں اپنی بالادستی قائم رکھنے اور خطے میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو کنٹرول کرنے کے لیے بھارت کو اپنا علاقائی فرنٹ مین یا سیکٹر انچارج بنا چکا ہے۔ اطلاعات کے مطابق امریکہ نے بھارت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ کرونا وائرس کے حوالے سے چین کے خلاف کارروائیوں کا اعلان کرے یہی وجہ ہے کہ ہندو میڈیا نے کرونا وائرس کو ''وہان وائرس'' لکھنا اور بولنا شروع کر دیا ہے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ چین کے خلاف اس میڈیا وار کے عوض امریکہ نے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O) کے صدر کی سیٹ کے لیے بھارت کو مشروط اور مشکوک حمایت کی یقین دہانی کروائی ہے۔ لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ مودی حکومت کو چین کے خلاف لداخ میں بہت بڑی شکست اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جہاں چین اور بھارت کا سرحدی تنازعہ باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ آخری خبریں آنے تک 5 کلومیٹر کا بھارتی علاقہ اس وقت چینی فوج کے قبضے میں ہے جہاں چینی فوجیوں نے اپنی پوزیشن مضبوط کر کے بنکروں کی تعمیر شروع کر دی ہے۔ اس فوجی کارروائی میں چینی افواج نے بہت سے بھارتی فوجیوں کو قید بھی کر لیا تھا جس کے بعد بھارتی آرمی چیف نے خاموشی سے متاثرہ علاقے کا دورہ کیا اور چینی حکام سے خفیہ مذاکرات اور منت سماجت کر کے بھارتی فوجیوں کو رہائی دلوائی ہے۔ قارئین! امریکہ ایک طرف اپنی بین الاقوامی مذہبی آزادی کمیشن کی سالانہ رپورٹ شائع شدہ اپریل 2020ء میں بھارت کو مذہبی آزادی کی خلاف ورزی کرنے والے ممالک میں شامل کر کے اقلیتوں کے حوالے سے خطرناک ملک قرار دیتا ہے لیکن دوسری طرف اسلام، پاکستان دشمنی اور اس خطے میں اپنے دیگر مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر بھارت کا فطری اتحادی بھی ہے اور خفیہ اور اعلانیہ طور پر اس کی پشت پناہی بھی کرتا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کے حکمرانوں کو اپنے سابقہ ISI چیف جنرل (ر) حمید گل مرحوم کا وہ مقولہ کہ ''نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ'' کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔

بقیہ: قادیانیت: آئین وقانون کی نظر میں

خود سپریم کورٹ کے فل بنچ نے قادیانیوں کی اپیلیں خارج کرتے ہوئے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا: احمدی ان شعائر کی بے حرمتی کرتے رہے ہیں اور اپنے قائدین ومعمولات پر ان کا اطلاق کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو یہ دھوکا دے سکیں کہ وہ بھی اسی مقام ومرتبہ اور صلاحیت کے حامل ہیں۔ احمدیوں کے اس عمل نے نہ صرف معصوم، سادہ اور بے خبر لوگوں کو گمراہ کیا بلکہ پوری مدت کے دوران امن وامان کا مسئلہ خراب کرتے رہے۔ اس لیے قانون سازی کی ضرورت تھی جو کسی بھی لحاظ سے احمدیوں کی مذہبی آزادی میں دخل نہیں دیتی۔ یہ قانون محض انہیں ایسے القابات وخطابات استعمال کرنے سے روکتا ہے جن پر ان کا کسی قسم کا حق نہیں، از روئے قانون ان پر نئے القابات واصطلاحات وضع کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ احمدی دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں اور ان کے اس حق کو قانون یا انتظامی احکامات کے ذریعے کوئی نہیں چھین سکتا۔ بہرحال ان پر لازم ہے کہ وہ آئین اور قانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہیے، نہ ہی ان کے مخصوص خطابات، القابات واصطلاحات استعمال کرنے چاہئیں نیز مخصوص نام مثلاً مسجد اور مذہبی عمل مثلاً اذان وغیرہ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور لوگوں کے عقیدہ کے بارے میں گمراہ نہ کیا جائے اور دھوکہ نہ دیا جائے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے اس تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا استعمال کر کے اسلامی مقدس شخصیات ومقامات کی توہین کرتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حکومت اگر پارلیمنٹ اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھتی ہے تو وہ قادیانیوں کو آئین، قانون اور عدالتی فیصلوں کا پابند کرے تاکہ کہیں بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب نہ ہو۔

قارئین متوجہ ہوں

محترم قارئین! ملک میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہفت روزہ ندائے خلافت کی اشاعت اور ڈسپیچ میں تسلسل نہیں رہ سکا۔ مجبوراً کچھ ہفتوں کا ناغہ ہوا۔ کیونکہ اس دوران دفاتر بند، پریس بند اور ڈاک کا نظام بند رہا۔ آخری شمارہ 12 نمبر (24 تا 30 مارچ 2020ء) پرنٹ ہوا جو قدرے تاخیر سے ڈاک کا نظام کھلنے کے بعد ڈسپیچ کیا گیا۔ اس کے بعد شمارہ 13، 14، 15 تیار ہوئے لیکن پریس بند ہونے کی وجہ سے پرنٹ نہیں ہو سکے البتہ اس کی سافٹ کاپی تنظیم کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دستیاب ہے۔ اب شمارہ نمبر 16 سے رسالہ دوبارہ پرنٹ ہوگا اور امید ہے کہ اس کی ہارڈ کاپی آپ حضرات تک پہنچ جائے گی۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

A Ramadan Day in the Life of a Muslim

The typical day in Ramadan starts earlier than most are used to. Muslims are to wake before dawn to partake in a predawn meal called *Suhoor*. The Prophet Muhammad *(SAAW)* said, "Partake in the predawn meal, for truly in the predawn meal there is blessing" *(Ref: Bukhari)*. It is a really early morning—or rather, the very end of the night. Although Muslims have running jokes about looking and feeling like zombies at this odd hour, they do their best to remove themselves from their beds to eat a super early breakfast. Not being able to consume a meal or sip a glass of water for another sixteen to seventeen hours (in some parts of the world) is quite the motivation!

In all seriousness however, this time is the most precious of both the day and the night. Muslims believe Allah *(SWT)* is closest to us during these last moments of the night before dawn. After eating their *Suhoor*, many Muslims try to spend the time before dawn praying the *Tahajjud* prayer. The Prophet *(SAAW)* said, "Allah descends every night to the lowest heaven when one-third of the night remains and says: 'Who will call upon Me, that I may answer Him? Who will ask of Me, that I may give him? Who will seek My forgiveness, that I may forgive him?'" *(Ref: Bukhari)*. This last third of the night is the perfect time to turn to Allah *(SWT)*, pour our hearts out and ask Him *(SWT)* for whatever we need.

At the time of dawn, the first of the five daily prayers called *Fajr* becomes obligatory to perform before sunrise. After praying this, depending on the individual's schedule, they may sleep until they need to wake for school or work (scheduled and adapted during this year's Ramadan keeping the Covid-19 lockdown in view), or they may engage in Quran recitation. The remainder of the daylight hours consists of the regular activities one would experience outside of Ramadan (minus the food, drink and sexual activity), but with an added awareness that one is fasting for the sake of Allah *(SWT)*. The hunger pangs and thirst due to dehydration are a lot more meaningful and a lot more worth it when keeping the reason for fasting in mind.

Prior to sunset, Muslims scurry to get *Iftar* ready. This is the meal eaten when breaking the fast. The Prophet Muhammad *(SAAW)* used to break his fast with dates, so many Muslims do the same. The last moments of the fasting day are another time when supplication is highly encouraged, for it is said to be a time of acceptance. When the sun sets, Muslims break their fast and feel a sense of satisfaction and gratefulness. They made it through a fasting day!

At night, many Muslims opt to head to the mosque for the last obligatory prayer of the day as well as a special Ramadan prayer called *Taraweeh* (scheduled and adapted during this year's Ramadan keeping the Covid-19 lockdown in view). The underlying purpose of the *Taraweeh* prayer service is to finish the entire recitation of the Quran over the course of the month. Now replenished with their *Iftar*, Muslims find the energy to stand in prayer and listen to the recitation of the Holy Quran as well as meet fellow people in the community at the mosque (scheduled and adapted during this year's Ramadan keeping the Covid-19 lockdown in view).

Upon the completion of the prayer, it is time to head back home. Some may be able to squeeze in a couple of hours of sleep before the time of *Suhoor* comes in again. Others may engage in more worship or eat an early *Suhoor* and call it a night. Soon enough, another day of fasting will begin.

Fasting in Ramadan is definitely challenging, and Muslims learn to exhibit much self-control during the month. While it can be difficult, it is overflowing with opportunities for reward and the pleasure of Allah *(SWT)*. It is in this month that lives are changed. It is in this month that charity is generously given. It is in this month that many Muslims finally find the strength and motivation do what they have been wanting to do all year—refocus their lives on their faith.

<u>Source</u>: *Adapted from an article written by Habeeba Husain (https://www.whyislam.org)*

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore